وغیرھما ودرعایۃ الخلاف مستحبۃ بالاجماع دُرمختار میں ہے شعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمھا طاھر اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ (۱۸۱):۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

جناب مولانا صاحب دام برکاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آداب غلامانہ بجالاکر ملتمس ہوں چھت پر گوبری کی گئی اور پہلی مرتبہ کی بارش میں وہ چھت ٹپکی اس ٹپکے ہوئے پانی پر ناپاکی کا حکم ہے یا نہیں بینوا توجروا زیادہ حدادب کمترین احمد حسین عرف منجھلا عفی عنہ

الجواب:۔ گرامی برادرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر گوبر بالکل دُھل گیا اُس کے بعد کا پانی ٹپکا تو کچھ مضائقہ نہیں مگر غالباً اول ہی بارش میں اس کی امید کم ہے اور اگر گوبر باقی تھا اور ٹپکے ہوئے پانی میں اُس کا رنگ یا بُو تھی تو بے شک ناپاک ہے اور اگر رنگ بُو کچھ نہ تھا تو اگر یہ پانی اس حالت میں ٹپکا کہ بارش ہنوز ہورہی ہے اور مینہ کا پانی رواں تھا تو ناپاک نہیں اور مینہ برس چکا تھا اُس کے بعد ٹپکا تو ناپاک ہے۔ والمسئلۃ فی الھندیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

استفتاء (۱۸۲)

از نواب گنج بارہ بنکی مرسلہ شیخ عبدالجلیل پنجابی ماہ ذی القعدہ ۱۳۰۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روسر کی شکر کہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے اور صاف کرنے والوں کو کچھ احتیاط اس کی نہیں کہ وہ ہڈیاں پاک ہوں یا ناپاک حلال جانور کی ہوں یا مردار کی، اور سنا گیا کہ اس میں شراب بھی پڑتی ہے اسی طرح کل کی برف اور کل وہ چیزیں جن میں شراب کا لگاؤ سنا جاتا ہے شرعاً کیا حکم رکھتی ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

فتوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سمع المولی وشکر ؛ لمن حمد العلی الاکبر ؛ شکرک ربنا الذ واحلی ؛ من کل ما یلذ ویستحلی

والصلوٰۃ والسلام ؛ علی سید الانام ؛ اعظم یعسوب لنحل الاسلام ؛ عذب الریق حلو الکلام

منبع شہد یزیل السقام ؛ وآلہ وصحبہ لعظام الفخام ؛ ما اشتفی بالعسل مریض سقیم ؛ واجب الحلو مسلم سلیم

آمین **اما بعد** اس مسئلہ سے سوال متکرر آیا اور آرائے عصر کو مضطرب پایا اور حاجت ناس، اُس طرف ماس اور دفع ہواجس نہایت ضرور۔ اور کشف وساوس اہم امور لہٰذا مناسب کہ بحول الواہب اس تازہ فرع کی تحقیق وتنقیح اور حکم شرع کی توضیح وتصریح اس نہج صحیح وطرز رجیح کے ساتھ عمل میں آئے کہ نہ صرف اسی مسئلہ تازہ بلکہ اس قسم کی تمام جزئیات بے اندازہ کا حکم واضح وآشکار ہوجائے اقرالفقراء عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی عاملہ المولی القوی بلطفہ الخفی الحفی الوفی وغفرلہ ۱۳۰۳
وللمؤمنین واحسن الیہ والیہم اجمعین اس بارہ میں یہ مختصر فتوے لکھتا اور الاحلی من السکر لطلبۃ سکر وسر اُس کا تاریخی نام رکھتا ہے وباللہ تعالی التوفیق والوصول الی ذری التحقیق پیش از جواب چند مقدمے موضح صواب واسأل الرشاد من الملک الجواد

مقدمہ اولیٰ

ہڈیاں ہر جانور یہاں تک کہ غیر ماکول ونامذبوح کی بھی مطلقاً پاک ہیں۔ جب تک اُن پر ناپاک دسومت (چکنائی) نہ ہو سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے اور اس کا ہر جزو بدن ایسا ناپاک کہ اصلاً صلاحیت طہارت نہیں رکھتا۔ اور دسومت میں قید ناپاکی اس غرض سے ہے کہ مثلاً جو جانور خون سائل نہیں رکھتے اُن کی ہڈیاں بہرحال پاک ہیں اگرچہ دسومت آمیز ہوں کہ اُن کی دسومت بوجہ عدم اختلاط دم خود پاک ہے۔ تو اُس کی آمیزش سے استخوان کیونکر ناپاک ہوسکتے ہیں۔ فی تنویر الابصار والدر المختار ورد المحتار شعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا الخالیۃ عن الدسومۃ (قید للجمیع کما فی القہستانی فخرج الشعر المنتوف وما بعدہ اذا کان فیہ دسومۃ) ودم سمک طاہر انتہت ملخصۃ مگر حلال وجائز الاکل صرف جانور ماکول اللحم مذکّی یعنی مذبوح بذبح

لہ من لطائف ہذا الاسم مطابقتہ للمسمّی من جہۃ ان الرسالۃ کما حکمت علی ہذا السکر بحکمین الحل فی صورۃ والحرمۃ فی اخری کذالک لہذا الاسم وجہان الی کلا الحکمین فالمعنی علی الحل انہا احلی لہم من السکر لتسویغہا لہم ما تشتہیہ النفس مع ازالۃ الوساوس ودفع الطعن وعلی الحرمۃ انہا وان منعتہم عن سکر لم تحرمہم الحلاوۃ فان تحقیق حکم الشرع لذۃ الفکر وتناول المشتبہات لذۃ النفس والاولی اہم واعلی فہذہ الرسالۃ احلی لہم من السکر الذی حرم علیہم ۱۲ منہ

شرعی کی ہڈیاں ہیں حرام جانور اور ایسے ہی جو بے[1] ذکاۃ شرعی مرجائے یا کاٹا جائے بجمیع اجزائہ حرام ہے اگرچہ طاہر ہو کہ طہارت مستلزم حلت نہیں جیسے سنکھیا بقدر مضرت اور انسان کا دودھ بعد عمر رضاعت اور مچھلی کے سوا جانوران دریائی کا گوشت وغیر ذالک کہ سب پاک ہیں اور باوجود پاکی حرام فی الحاشیۃ الشامیۃ اذا کان جلد حیوان میت ماکول اللحم لایجوز اکلہ وھو الصحیح لقولہ تعالٰی حرمت علیکم المیتۃ وھذا جزء منھا وقال علیہ الصلٰوۃ والسلام انما یحرم من المیتۃ اکلہا اما اذا کان جلد مالایؤکل فانہ لایجوز اکلہ اجماعا بحر عن السراج اھ ملخصا وفیہا تحت قولہ والمسک طاھر حلال زاد قولہ حلال لانہ لایلزم من الطہارۃ الحل کما فی التراب منہ اھ وفی الغنیۃ شرح المنیۃ عن القنیۃ حیوان البحر طاھر وان لم یؤکل حتی خنزیر البحر ولو کان میتۃ اھ

مقدمہ ثانیہ

شریعت مطہرہ میں طہارت وحلت[3] اصل ہیں اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں اور حرمت ونجاست عارضی کہ اُن کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک وظنون سے اُن کا اثبات ناممکن کہ طہارت وحلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اُس کے مثل یقین ہی سے متصور نہ ظن لاحق یقین سابق کے حکم رفع نہیں کرتا یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیمہ ہے جس پر ہزارہا احکام متفرع یہاں تک کہ کہتے ہیں یہ چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبتنی اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا وہ صدہا وساوس ہائلہ وفتنہ پردازی اوہام باطلہ ودست اندازی ظنون عاطلہ سے امان میں رہا حدیث صحیح میں ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث رواہ الائمۃ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور یہ نفیس ضابطہ نہ صرف اسی قسم کے مسائل میں بلکہ ہزارہا جگہ کام دیتا ہے۔ جب کسی کو کسی شے پر منع وانکار کرتے اور اُسے حرام یا مکروہ یا ناجائز کہتے سنو جان لو کہ بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے جب تک دلیل واضح شرعی سے ثابت نہ کرے اس کا دعوٰی

---

[1] یعنی بشرطیکہ محتاج ذکاۃ ہو نہ سمک وجراد کہ اُن کا استثناء معلوم ومعروف ہے ۱۲ منہ

[2] اقول اخرجہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی والترمذی بالفاظ متقاربۃ کلھم عن عباس وابن ماجۃ عن ام المؤمنین میمونۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم ۱۲ منہ

[3] یعنی سوا بعض اشیاء کے جن میں حرمت اصل ہے جیسے دماء وفروج ومضار ۱۲ منہ

اسی پر مردود اور جائز و مباح کہنے والا بالکل سبکدوش کہ اس کے لئے تمسک باصل موجود علماء فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ نصوص علیہ احادیث نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ وتصریحات جلیلہ حنفیہ و شافعیہ وغیرہم عامہ علماء وائمہ سے ثابت یہاں تک کہ کسی عالم کا اس میں خلاف نظر نہیں آتا۔ فی الطریقۃ المحمدیۃ و شرحھا الحدیقۃ الندیۃ للعلامۃ عبدالغنی النابلسی قدس سرہ القدسی الاصل فی الاشیاء الطہارۃ لقولہ سبحانہ وتعالٰی ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا والیقین لایزول بالشك والظن بل یزول بیقین مثلہ وھذا اصل مقرر فی الشرع منصوص علیہ فی الاحادیث مصرح بہ فی کتب الفقہاء من الحنفیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولم ار فیہ مخالفا من احد من العلماء اصلا فاذا شك او ظن فی طہارۃ ماء او طعام او غیر ذلك مما لیس بنجس العین فذلك الشیئ طاھر فی حق الوضوء وحل الاکل وسائر التصرفات وکذا اذا غلب الظن علی نجاسۃ الخ اھ ملتقطا و فی الاشباہ والنظائر شك فی وجود النجس فالاصل بقاء الطہارۃ الخ و فی الحدیقۃ لاحرمۃ الا مع العلم لا مع الشك والظن لان الاصل فی الاشیاء الحل الخ و فی غمز العیون للعلامۃ السید الحموی تحت قاعدۃ الیقین لایزول بالشك قیل ھذہ القاعدۃ تدخل فی جمیع ابواب الفقہ والمسائل المخرجۃ علیھا تبلغ ثلثۃ ارباع الفقہ واکثر

مقدمہ ثالثہ

احتیاط اس میں نہیں کہ بے تحقیق بالغ و ثبوت کامل کسی شے کو حرام و مکروہ کہہ کر شریعت مطہرہ پر افترا کیجیے بلکہ احتیاط اباحت ماننے میں ہے کہ وہی اصل متیقن اور بے حاجت مُبیّن نحو دمُبیّن سیّدی عبدالغنی بن سیدی اسمٰعیل قدس سرہما الجلیل فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالٰی باثبات الحرمۃ او الکراھۃ اللذین لابدلھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل وقد توقف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع انہ ھو المشروع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیہ النص القطعی اھ واثرہ ابن عابدین فی الاشربۃ مقرا۔

مقدمہ رابعہ

بازاری افواہ قابل اعتبار اور احکام شرع کی مناط و مدار نہیں ہوسکتی۔ بہت خبریں بے سروپا ایسی مشہور ہوجاتی ہیں جن کی کچھ اصل نہیں یا ہے تو ہزار تفاوت اکثر دیکھا ہے ایک خبر نے شہر میں شہرت پائی اور قائلوں

سے تحقیق کیا تو یہی جواب ملا کہ سُنا ہے نہ کوئی اپنا دیکھا بیان کرے نہ اُس کی سند کا پتہ چلے کہ اصل قائل کون تھا جس سے سُن کر شدہ شدہ اس اشتہار کی نوبت آئی یا ثابت ہوا تو یہ کہ فلاں کافر یا فاسق مُتَہَلِّک اس کا راوی تھا پھر معلوم ومشاہد کہ جس قدر سلسلہ بڑھتا جاتا ہے خبر میں نئے نئے شگوفے نکلتے آتے ہیں۔ زید سے ایک واقعہ سنیے کہ مجھ سے عمرو نے کہا تھا۔ عمرو سے پوچھئے تو وہ کچھ اور بیان کرے گا اور بکر کا نام لے گا بکر سے دریافت ہوا تو اور تفاوت نکلا وعلٰی ھٰذا القیاس۔ وماھذا الالما اخبر الصادق المصدوق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من فشو الکذب بعد قرون الخیر لاسیما ھذا الزمان الابعد الاٰخر وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایأتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شرمنہ حتی تلقوا ربکم اخرجہ احمد ومحمد بن اسمٰعیل والترمذی والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ واخرج الطبرانی بسند صحیح عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امس خیر من الیوم والیوم خیر من غد وکذلک حتی تقوم الساعۃ حدیث موقوف میں ہے شیطان آدمی کی شکل بن کر لوگوں میں جھوٹی بات مشہور کردیتا ہے۔ سننے والا اوروں سے بیان کرتا اور کہتا ہے مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا جس کی صورت پہچانتا ہوں نام نہیں جانتا مسلم فی مقدمۃ الصحیح عن عامر بن عبدۃ قال قال عبد اللہ ان الشیطان لیتمثل فی صورۃ الرجل فیأتی القوم فیحدثھم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منھم سمعت رجلا اعرف وجھہ ولا ادری ما اسمہ یحدث علماء فرماتے ہیں افواہی خبر اگرچہ تمام شہر بیان کرے سننے کے قابل نہیں نہ کہ اُس سے کوئی حکم ثابت کیا جائے۔ الفاضل المصطفٰی الرحمتی فی صوم حاشیۃ الدر المختار مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ کما قد تشیع اخبار یتحدث بھا سائر اھل البلدۃ ولا یعلم من اشاعھا کما ورد ان فی اٰخر الزمان یجلس الشیطان بین الجماعۃ فیتکلم بالکلمۃ فیتحدثون بھا ویقولون لاندری من قالھا فمثل ھذا لاینبغی ان یسمع فضلا من ان یثبت بہ حکم اھ ملخصا سیدی محمد امین الدین شامی رحمہ اللہ تعالٰی اسے نقل کرکے فرماتے ہیں قلت وھو کلام حسن ویشیر الیہ قول الذخیرۃ اذا استفاض وتحقق فان التحقق لایوجد بمجرد الشیوع اھ

مقدمہ خامسہ

له قد مر منا تخریجہ آنفا ۱۲ منہ

حلّت حرمت طہارت نجاست احکام دینیہ ہیں ان میں کافر کی خبر محض[1] نامعتبر قال اللہ تعالٰی لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا بلکہ مسلمان فاسق بلکہ مستور الحال کی خبر بھی واجب القبول نہیں چہ جائیکہ کافر قد اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا الاٰیۃ درمختار میں ہے، شرط العدالۃ فی الدیانات کالخبر عن نجاسۃ الماء فیتیمم ولا یتوضأ ان اخبر بھا مسلم عدل منزجر عما یعتقد حرمۃ ویتحری فی خبر الفاسق والمستور اھ ملخصا وفی العالمگیریۃ عن الکافی لایقبل قول المستور فی الدیانات فی ظاھر الروایات وھو الصحیح اھ وفی رد المحتار عن الھدایۃ الفاسق متھم والکافر لایلتزم الحکم فلیس لہ ان یلزم المسلم اھ ہاں فاسق ومستور میں اتنا ہے کہ اُن کی خبر سن کر تحری واجب اگر دل پر اُن کا صدق جمے تو لحاظ کرے جب تک دلیل اقوٰی معارض نہ ہو اور کافر میں اس کی بھی حاجت نہیں مثلاً پانی رکھا ہو کافر کہے ناپاک ہے تو مسلمان کو روا کہ اُس سے وضو کرلے یا گوشت خریدا ہو کافر کہے اس میں لحم خنزیر ملا ہے مسلمان کو اُس کا کھانا حلال اگرچہ اُس کا صدق ہی غالب ہو اگرچہ اس کی یہ بات دل پر کچھ جمتی ہوئی ہو[2] کہ جو خدا کو جھٹلاتا ہے اس سے بڑھ کر جھوٹا کون پھر ایسے کی بات محض واہیات البتہ احتیاط کرے تو بہتر وہ بھی وہاں کچھ حرج نہ ہو۔ فی فتاوی الامام قاضی خاں ان کان المخبر بنجاسۃ الماء رجلا من اھل الذمۃ لایقبل قولہ فان وقع فی قلبہ انہ صادق فی ھذا الوجہ قال فی الکتاب احب الی ان یریق الماء ثم یتیمم ولو توضأ بہ وصلی جازت صلاتہ اھ وفی الھندیۃ عن التاتارخانیۃ رجل اشتری لحما فلما قبضہ فاخبرہ مسلم ثقۃ انہ قد خالطہ لحم الخنزیر لم یسعہ ان یاکلہ اھ **قلت** ومفہوم المخالفۃ معتبر فی الکتب کما صرح بہ الائمۃ والعلماء وفی رد المحتار عن الذخیرۃ انہ فی الفاسق یجب التحری وفی الذمی یستحب اھ وفی شرح التنویر عن شرح النقایۃ والخلاصۃ والخانیۃ اما الکافر اذا غلب صدقہ علی کذبہ فاراقتہ احب اھ

---

[1] یعنی جب ضمن معاملات میں نہ ہو مثلاً کافر گوشت لایا اور کہا مسلمان سے خریدا ہے۔ بات اُس کی مقبول اور گوشت حلال اور جو کہا مجوسی کا ذبیحہ ہے قول اُس کا ماخوذ اور لحم حرام وکم من شیئ یثبت ضمنا ولا یثبت قصدا ۱۲ منہ

[2] کچھ اس لئے کہ مجرد خبر کافر کا بے ملاحظۂ امور دیگر جو اُس کے مؤیدات وقرائن ہوں۔ قلب مومن پر ٹھیک ٹھیک جمنا کالمحال ہے ۱۲ منہ

مقدمۂ سادسہ

کسی شے کا محلِ احتیاط سے دور یا کسی قوم کا بے احتیاط و بے شعور اور بے پروائے نجاست و حرمت ہونا اس سے مستلزم نہیں کہ وہ شے یا اُس قوم کی استعمالی خواہ بنائی ہوئی چیزیں مطلقاً ناپاک یا حرام و ممنوع قرار پائیں کہ اس سے اگر یقین ہوا تو اُن کی بے احتیاطی پر اور بے احتیاطی مقتضی وقوع دائم نہیں پھر نفس شے میں سوا ظنون و خیالات کے کیا باقی رہا جنہیں امثال مقام میں شرع مطہر لحاظ سے ساقط فرما چکی کما ذکرنا فی المقدمۃ الثانیۃ ہور توضیح المرام مسائل شرع سے اس کے چند نظائر بھی معرض بیان میں آنا مناسب کہ اس میں ایک تو ایضاح قاعدہ دوسرے اکثار فائدہ تیسرے علاج وساوس واللہ تعالی الموفق،

(۱) دیکھو کیا کم ہے اُن کنوؤں کی بے احتیاطی جن سے کفار فجار جہال گنوار نادان بچے بے تمیز عورتیں سب طرح کے لوگ پانی بھرتے ہیں پھر شرع مطہر اُن کی طہارت کا حکم دیتی اور شرب و وضو روا فرماتی ہے جب تک نجاست معلوم نہ ہو فی التتارخانیۃ ثم رد المحتار من شك فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فھو طاھر مالم یستیقن وکذا الاٰبار والحیاض والجباب الموضوعۃ فی الطرقات ویستقی منھا الصغار والکبار والمسلمون والکفار اھ **اقول** وھذا امر مستمر من لدن الصدر الاول الی زماننا ھذا لایعیبہ عائب ولا ینکرہ منکر فکان اجماعا

(۲) خیال کرو اس سے زیادہ ظنون و خیالات ہیں اُن جوتوں کے بارہ میں جنہیں گلی کوچوں ہر قسم کی جگہوں میں پہنے پھرے پھر علماء فرماتے ہیں جوتا کنوئیں سے نکلے اور اس پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو کنواں طاہر اگرچہ تطییبا للقلب دس[1] بیس[2] ڈول تجویز کئے گئے فی الطریقۃ والحدیقۃ عن التاترخانیۃ سئل الامام الخجندی عن رکیۃ وھی البئر وجد فیھا خف ای نعل تلبس ویمشی بھا صاحبھا فی الطرقات لایدری متی وقع فیھا ولیس علیہ اثر النجاسۃ ھل یحکم بنجاسۃ الماء قال لا اھ ملخصا **اقول** بل قد صح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و اصحابہ الصلاۃ فی النعال التی کانوا یمشون بھا فی الطرقات کما فی حدیث خلع النعال عند احمد وابی داود وجمع من المحدثین عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] الاول مصرح بہ فی بعض الکتب والثانی لضابطۃ وضعھا محمد نظرا الی العشرین اقل ماورد کما فی الخانیۃ وھذا ھو الاولی بالاخذ واللہ اعلم ۱۲ منہ

واخرج الائمۃ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن سعید بن یزید سألت انسا اکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ قال نعم واخرج ابوداؤد والحاکم وابن حبان والبیہقی باسناد صحیح والطبرانی فی الکبیر علی نزاع فی صحتہ عن شداد بن اوس والبزار بسند ضعیف عن انس مرفوعا وھذا حدیث الاول خالفوا الیہود (وفی روایۃ والنصارٰی) فانھم لایصلون فی نعالھم ولاخفافھم وقد کثرت الاحادیث القولیۃ والفعلیۃ فی ھذا المعنی مرفوعات وموقوفات **قلت** وقد افردت فی ھذہ المسئلۃ وتحقیق الحکم فیہا کراسۃ لطیفۃ تحتوی بعون الملک القوی علی فرائد نظیفۃ وفوائد شریفۃ سمیتہا جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلاۃ فی النعال حاصل ماحققت فیہا ان الصلوۃ فی الحذاء الجدید والنظیف المصون عن مواضع الدنس ومواقع الریبۃ تجوز بلاکراھۃ ولاباس وکذا النعل الھندیۃ اذا لم تکن صلبۃ ضیقۃ تمنع افتراش اصابع القدم والاعتماد علیہا بل قد یقال باستحبابہ واما غیر ذلک فیمنع منہ ومن المشی بہا فی المساجد وان کانت رخصۃ فی الصدر الاول فکم من حکم یختلف باختلاف الزمان واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) غور کرو کیا کچھ گمان ہیں بچوں کے جسم وجامہ میں کہ وہ احتیاط کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ پھر فقہاء حکم دیتے ہیں جب پانی میں بچہ ہاتھ پاؤں ڈال دے پاک ہے جب تک نجاست تحقیق نہ ہو فی المتن والشرح المذکورین کذلک حکم الماء الذی ادخل الصبی یدہ فیہ لان الصبیان لایتوقون النجاسۃ لکن لایحکم بہا بالشک والظن حتی لوظہرت عین النجاسۃ اواثرہا حکم بالنجاسۃ اھ ملخصا۔

(۴) لحاظ کرو کس درجہ مجال وسیع ہے روغن کتان میں جس سے صابون بنتا ہے اُس کی کلسیاں کھلی رکھی رہتی ہیں اور چوہا اُس کی بُو پر دوڑتا اور جیسے بن پڑے پیتا اور اکثر اُس میں گر بھی جاتا ہے پھر ائمہ ارشاد کرتے ہیں ہم اس بنا پر روغن کو ناپاک نہیں کہہ سکتے کہ یہ فقط ظن ہیں کیا معلوم کہ خواہی نخواہی ایسا ہوا ہی فیہما عن التاتارخانیۃ عن المحیط البرھانی قد وقع عند بعض الناس ان الصابون نجس لانہ یؤخذ من دھن الکتان ودھن الکتان نجس لان اوعیتہ تکون مفتوحۃ الرأس عادۃ والفأرۃ تقصد شربہا وتقع فیہا غالبا ولکنا معشر الحنفیۃ لانفتی بنجاسۃ الصابون لانا لانفتی بنجاسۃ الدھن لان وقوع الفارۃ مظنون ولانجاسۃ بالظن الخ ملخصا۔

(۵) نظر کرو کتنی ردی حالت ہے اُن کھانوں اور مٹھائیوں کی جو کفار و ہنود بناتے ہیں کیا ہمیں اُن کی سخت بے احتیاطیوں پر یقین نہیں کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کی کوئی چیز گوبر وغیرہ نجاسات سے خالی نہیں کیا ہمیں

نہیں معلوم کہ اُن کے نزدیک گائے بھینس کا گوبر اور بچھیا کا پیشاب نظیف طاہر بلکہ طہور مطہر بلکہ نہایت مبارک و مقدس ہے کہ جب طہارت ولطافت میں اہتمام تمام منظور رکھتے ہیں تو ان سے زائد بہ فضیلت کسی شے سے حاصل نہیں جانتے۔ پھر علماء اُن چیزوں کا کھانا جائز رکھتے ہیں فی ردالمحتار عن التترخانیۃ طاھر ما یتخذہ اھل الشرك او الجھلۃ من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصًا بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بکمال رافت ورحمت وتواضع ولینت وتالیف واستمالت کفار کی دعوت قبول فرمائی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامام احمد عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان یھودیا دعا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الٰی خبز شعیر واھالۃ سنخۃ فاجابہ۔

(۶) نگاہ کرو مشرکوں کے برتن کون نہیں جانتا جیسے ہوتے ہیں وہ انہیں ظروف میں شرابیں پئیں سوئر پکھیں جھٹکے کے ناپاک گوشت کھائیں پھر شرع فرماتی ہے جب تک علم نجاست نہ ہو حکم طہارت ہے فی الحدیقۃ اوعیۃ الیھود والنصارٰی والمجوس لاتخلو عن نجاسۃ لکن لایحکم بھا بالاحتمال والشك اھ ملخصا یہاں تک کہ خود صحابہ کرام سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے غنیمت کے برتن بے تکلف استعمال کرتے اور حضور منع نہ فرماتے احمد فی المسند وابوداود فی السنن عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فنصیب من اٰنیۃ المشرکین واسقیتھم ونستمتع بھا فلا یعیب ذلك علینا قال المحقق النابلسی ای ننتفع بالاٰنیۃ والاسقیۃ من غیر غسلھا فلا یعیب علینا فضلا عن نھیہ وھو دلیل الطھارۃ وجواز الاستعمال اھ ملخصا **اقول** بل قد صح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم التوضؤ من مزادۃ مشرکۃ وعن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من جرۃ نصرانیۃ مع علمہ بان النصارٰی لایتوقون الانجاس بل لانجس عندھم الادم الحیض کما فی مدخل الامام ابن الحاج والشیخان فی حدیث طویل عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ وعن جمیع الصحابۃ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ توضؤا من مزادۃ امرأۃ مشرکۃ۔ الشافعی وعبدالرزاق وغیرھما عن سفیان بن عیینۃ عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ توضأ من ماء فی جرۃ النصرانیۃ،

قلت وقد علقہ[1] خ فقال توضأ عمر بالحمیم ومن بیت نصرانیۃ اھ فی الطریقۃ وشرحھا قال الامام

---

[1] اقول لقد علمت ان البخاری انما اوردہ معضلا فاطلاق العزو الیہ کما وقع من الشاہ ولی اللہ الدھلوی فی ازالۃ الخفاء نوع خفاء کما لایخفی ۱۲ منہ

الغزالی فی الاحیاء سیرۃ الاولین استغراق جمیع الہم فی تطہیر القلوب والتساھل ای عدم[1] المبالاۃ فی تطہیر الظاھر وعدم[2] الاکتراث بتنظیف البدن والثیاب والاماکن من النجاسات حتی عن عمر مع علو منصبہ توضأ بماء فی جرۃ نصرانیۃ مع علمہ بان النصاری لایتحامون النجاسۃ وعادتھم انھم یضعون الخمر فی الجرار اھ ملخصا

(۷) تامل کرو کس قدر معدن بے احتیاطی بلکہ مخزن ہر گونہ گندگی ہیں کفار خصوصًا اُن کے شراب خوار کے کپڑے علی الخصوص پاجامے کہ وہ ہرگز استنجے کا لحاظ رکھیں نہ شراب پیشاب وغیرہما نجاسات سے احتراز کریں پھر علماء حکم دیتے ہیں کہ وہ پاک ہیں اور مسلمان بے دھوئے پہن کر نماز پڑھ لے تو صحیح وجائز جب تک تلوث واضح نہ ہو فی الدرالمختار ثیاب الفسقۃ واھل الذمۃ طاھرۃ اھ وفی الحدیقۃ سراویل الکفرۃ من الیھود والنصاری والمجوس یغلب علی الظن نجاستہ لانھم لایستنجون من غیران یأخذ القلب بذلک تصح الصلاۃ فیہ لان الاصل الیقین بالطھارۃ اھ ملخصا بلکہ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے آج تک مسلمین میں متوارث کہ لباس غنیمت میں نماز پڑھتے ہیں اور ظنون ووساوس کو دخل نہیں دیتے فی الحلیۃ التوارث جار فیما بین المسلمین فی الصلاۃ بالثیاب المغنومۃ من الکفرۃ قبل الغسل اھ یہ سات نظیریں ہیں اور اگر استقصا ہو تو کتاب ضخیم لکھنا ہو تو وجہ کیا ہے وہی جو ہم اوپر ذکر کر آئے کہ طہارت وحلت اصل ومتیقن اور ازالہ یقین کو یقین ہی متعین ولہٰذا عادت علمائے دین یوں ہے کہ حکم طہارت کے لئے ادنٰی احتمال کافی سمجھتے ہیں اور اس کا عکس ہرگز معہود نہیں کہ بعض خیالات پر حکم نجاست لگا دیں۔ دیکھو گائے بکری اور ان کے امثال اگر کنوئیں میں گر کر زندہ نکل آئیں قطعاً حکم طہارت ہے حالانکہ ان پر یہ سکتا ہے کہ اُن کی رانیں پیشاب کی چھینٹوں سے پاک ہوتی ہیں مگر علماء فرماتے ہیں محتمل کہ اس سے پہلے کسی آب کثیر میں اُتری ہوں اور اُن کا جسم دُھل کر صاف ہو گیا فی حاشیۃ ابن عابدین افندی رحمہ اللہ تعالٰی قال فی البحر وقید نا بالعلم لانھم قالوا فی البقر ونحوہ یخرج حیا لایجب نزح شیئ وان کان الظاھر اشتمال بولھا علی افخاذھا لکن یحتمل طھارتھا بان سقطت عقب دخولھا ماء کثیرا مع ان الاصل الطھارۃ اھ ومثلہ فی الفتح اھ یقول العبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ علقت ھھنا علی ھامش ردالمحتار مانصہ

---

[1] ای قلۃ الاولی لفظا ومعنی تبدیل العدم بالقلۃ ۱۲ منہ

[2] ای قلتہ ترک التعمق فیہ ۱۲ منہ

اقول لولا ہیبۃ العلامۃ المحقق علی الاطلاق مقارب الاجتہاد صاحب الفتح رضی اللہ تعالٰی عنہ لقلت ان ھذا الاحتمال انما یتمشی فی السوائر او فی بعضھا اما العلوفۃ فلا تخفی احوالھا علی مقتنیھا غالبا والحکم عام فلا بد من توجیہ اٰخر وبظھر لی واللہ تعالٰی اعلم، ان ھذا الاشتمال انما ھو ظاھر یغلب علی الظن من غیر ان یبلغ درجۃ الیقین لان البول لاینزل علی الافخاذ والقرب غیر قاض بالتلوث دائما وھی ربما تتفاج وتخفض حین الاھراق فلم یحصل العلم بالنجاسۃ والی ھذا یشیر اٰخر کلام المحقق حیث یقول وقیل ینزح من الشاۃ کلہ والقواعد تنبو عنہ مالم یعلم یقینا تنجسہا اھ نعم الظھور المفضی الی غلبۃ الظن یقضی باستحباب التنزہ وھذا لاشك فیہ فقد استحبوا فی ھذہ المسئلۃ نزح عشرین دلوا کما نص علیہ فی الخانیۃ فافھم واللہ تعالٰی اعلم اھ ما علقتہ علی الھامش لکن لایعکر بہ علی ما اردنا اثباتہ ھھنا من ان المعھود من العلماء ابداء الاحتمال للحکم بالطھارۃ دون العکس فان ھذا حاصل بعد کما لیس یخاف علی ذی فھم۔

مقدمہ سابعہ

شدت بے احتیاطی جس کے باعث اکثر احوال میں نجاست وآلودگی کا غلبہ وقوع وکثرت شیوع ہو۔ بے شک باعث غلبہ ظن اور ظن غالب شرعاً معتبر اور فقہ میں مبنائے احکام مگر اُس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جانب راجح پر قلب کو اس درجہ وثوق واعتماد ہو کہ دوسری طرف کو بالکل نظر سے ساقط کردے اور محض ناقابل التفات سمجھے گویا اُس کا عدم ووجود یکساں ہو ایسا ظن غالب فقہ میں ملحق بیقین کہ ہر جگہ کام یقین دے گا اور اپنے خلاف یقین سابق کا پورا مزاحم ورافع ہوگا۔ اور غالباً اصطلاح علماء میں غالب ظن واکبر رای اسی پر اطلاق کرتے ہیں فی غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر الشك لغۃ مطلق التردد وفی اصطلاح الاصول استواء طرفی الشیئ وھو الوقوف بین الشیئین بحیث لایمیل القلب الی احدھما فان ترجح احدھما ولم یطرح الاٰخر فھو ظن فان طرحہ فھو غالب الظن وھو بمنزلۃ الیقین وان لم یترجح فھو وھم ولبعض متأخری الاصولیین عبارۃ اخری اوجز مما ذکرناہ مع زیادۃ علی ذلك وھی ان الیقین جزم القلب مع الاستناد الی الدلیل القطعی والاعتقاد جزم القلب من غیر استناد الی الدلیل

---

[1] ثم ان للمولٰی سبحانہ وتعالٰی فتح وجہا اٰخر شافیا کافیا ابلج ازھر کما قدمناہ فی فصل البئر والحمد للہ اللطیف الخبیر فراجعہ فانہ مھم کبیر ۱۲ منہ غفرلہ

القطعی کاعتقاد العامی و الظن تجویز امرین احدھما اقوی من الاٰخر و الوھم تجویز امرین احدھما اضعف من الاٰخر و الوھم تجویز امرین احدھما اضعف من الاٰخر و الشك تجویز امرین لامزیۃ لاحدھما علی الاٰخر انتھی اھ ملخصا **اقول** وباللّٰہ التوفیق انما یتعلق غرضنا من ھذہ العبارۃ بماذکر السید الفاضل رحمہ اللّٰہ تعالٰی من التفرقۃ بین الظن وغالب الظن واما بقیۃ الکلام فماش علی المعھود من العلماء الکرام من عدم التعمق فی الالفاظ عند اتضاح المرام ولا باس ان اذکرہ اشباعا للفائدۃ وان کان اجنبیا عن المقام (قولہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی استواء طرفی الشیئ) **اقول** تفسیر بالاعم فانہ یشمل المعقول والمحسوس کاستواء طرفی حوض مربع مثلا ولو زید عند العقل لما نفع ایضا لان المربع کما یستوی طرفاہ فی الخارج فکذا فی الذھن بل لو قیل استواء طرفی المعقول لم یتم ایضا لصدقہ علی الحوض المذکور فی مرتبۃ المعلوم سواء قلنا بحصول الاشیاء بانفسھا کما جنح بہ کثیر من اتباع الفلاسفۃ او باشباحھا کما ھو الحق ولبقاء الطرفین علی العموم وانما المقصود الایجاب والسلب ولبقاء الاستواء علی الاطلاق وانما المراد فی میل القلب من جھۃ الحکم لامن جھۃ اخری کملاءمۃ غرض وغیرہ (قولہ وھو الوقوف الخ) **اقول** ھذا کذلك فیعم مثلا وقوف السالك بین طریقین الی بلد لایمیل قلبہ الی احدھما وغیر ذلك (قولہ فان ترجح احدھما الخ) **اقول** یشمل المستحب مثلا ففعلہ مترجح علی ترکہ مع ان الترك غیر مطروح ویجری فی الامور العادیۃ والطبعیۃ وغیر ذلك فربما یعرض للانسان شیئان فی الطعام واللباس والدواء والنکاح وغیرھا وھو امیل وارغب الی احدھما منہ الی الاٰخر من دون ان یطرح الاٰخر (قولہ فان طرحہ الخ) **اقول** یصدق علی الواجب وکذا الکلام فی الامور الغیر الشرعیۃ علی ان الظن اعم من غالب الظن ولا شك فی صحۃ اطلاق الاول علی الاٰخر والمراد بالمقابلۃ بینھما کما ذکران ھذا القسم یختص بھذا الاسم (قولہ وان لم یترجح فھو وھم) **اقول** عدم الترجح یشمل الاستواء نعم الاحسن ترتیب الظن والوھم معا علی شیئ واحد وھو ترجح احد الجانبین اذ لاینفك کل منھما عن صاحبہ وجودا فھما متلازمان تحققا وان تباینا صدقا فکان الاسلم ان یقول فان ترجح احدھما علی الاٰخر فالراجح مظنون ویخص بالغالب ان طرح الاٰخر والمرجوح موھوم (قولہ مع زیادۃ علی ذلك) **اقول** ظاھرہ انہ اتی بجمیع ما مر وزاد مع انہ زاد شیئا ونقص اخرا عنی التفرقۃ بین الظن وغالبہ (قولہ والاعتقاد جزم القلب) **اقول** المعروف شمول الاعتقاد للظن عن ھذا انھم عمموا فی الظن بالاعتقاد الراجح کما نص علیہ فی شرح المواقف

الاول، اللّٰھم الا ان یصطلح علٰی تخصیصہ بالجازم قلت وقد یشھد لہ قولھم ان الاٰحاد لاتفید الاعتقاد فافھم (قولہ من غیر استناد الخ) **اقول** اللّٰہ اعلم بما افاد من قصر الاعتقاد علی التقلید اما نحن فقد رأینا ان علم الاصول یقال لہ علم العقائد وربما نسمع الائمۃ یقولون نعتقد کذا لدلیل کذا او اعتقدنا کذا لبرھان کذا وھذا الامام الاعظم رحمہ اللّٰہ تعالٰی یقول فی صدر الفقہ الاکبر اصل التوحید ومایصح الاعتقاد علیہ الخ افتری ان المعنی مایصح الجزم بہ من دون استناد الی قاطع (قولہ والظن تجویز امرین الخ) **اقول** یشمل تجویز العزیمۃ والرخصۃ والعزیمۃ اقوی (قولہ والوھم الخ) **اقول اولا** لیشتمل تجویز الرخصۃ والعزیمۃ والرخصۃ اضعف **وثانیا** لافرق بین تفسیری الظن والوھم فتجویز امرین احدھما اقوی ھو بعینہ تجویز امرین احدھما اضعف (قولہ والشک الخ) **اقول** یشمل الاباحۃ والتخییر وبالجملۃ فلایخلو شیئ من التفاسیر الثانیۃ المذکورۃ للشک والوھم والظن من الشکوک فالاوضح الاخصر فی حدھا ما **اقول** اذا لم تجزم فی حکم بایجاب ولاسلب فان استویا عندک فھو الشک والا فالمرجوح موھوم والراجح مظنون فان بلغ الرجحان بحیث طرح القلب الجانب الاٰخر فھو غالب الظن واکبر الرأی واللّٰہ تعالٰی اعلم ولنرجع الٰی ماکنا فیہ **دوسرے** یہ کہ ہنوز جانب راجح پر دل ٹھیک ٹھیک نہ جمے اور جانب مرجوح کو محض مضمحل نہ سمجھے بلکہ اُدھر بھی ذہن جائے اگرچہ بضعف وقلت یہ صورت نہ یقین کا کام دے نہ یقین خلاف کا معارضہ کرسکے بلکہ مرتبہ شک تردد ہی میں سمجھی جاتی ہے کلمات علماء میں کبھی اسے بھی ظن غالب کہتے ہیں اگرچہ حقیقۃً یہ مجرد ظن ہے نہ غلبہ ظن فی الحدیقۃ الندیۃ غالب الظن اذا لم یأخذ بہ القلب فھو بمنزلۃ الشک والیقین لایزول بالشک اھ وفی شرح المواقف الظن ھو المعبر عنہ بغلبۃ الظن لان الرجحان ماخوذ فی حقیقتہ فان ماھیتہ ھو الاعتقاد الراجح فکانہ قیل اوغلبۃ الاعتقاد التی ھی الظن وفائدۃ العدول الی ھذہ العبارۃ ھی التنبیہ علی ان الغلبۃ ای الرجحان ماخوذۃ فی ماھیتہ اھ ہاں اس قسم کا اتنا لحاظ کرتے ہیں کہ احتیاط کو بہتر وافضل جانتے ہیں نہ کہ اُس پر عمل واجب ومتحتم ہوجائے دیکھو کافروں کے پاجامے، مشرکوں کے برتن اُن کے پکائے ہوئے کھانے بچوں کے ہاتھ پاؤں وغیر ذالک وہ مقامات جہاں اس قدر غلبہ وکثرت ووفور وشدت سے نجاست کا جوش کہ اکثر اوقات میں غالب احوال تلوث وتنجس جس کے سبب اگر طہارت کی طرف ایک بار ذہن جاتا ہے تو نجاست کی جانب دس۱۰ بیس۲۰ دفعہ مگر ازانجا کہ ہنوز ان میں کسی چیز کو بے دیکھے تحقیق طور پر ناپاک نہیں کہہ سکتے اور قلب قبول کرتا ہے کہ شاید پاک ہوں لہذا علماء نے تصریح کی

کہ اس پانی سے وضو اور اُس کھانے کا تناول اور اُن برتنوں کا استعمال اور اُن کپڑوں میں نماز صحیح و جائز اور فاعل زنہار آثم و مستحق عقاب نہیں اور اُس غلبۂ ظن کا یہی جواب عطا فرمایا کہ اکثر احوال یوں ہی پر تحقیق و تیقن تو نہیں پھر اصل طہارت کا حکم کیونکر مرتفع ہو البتہ باعتبار غلبہ و ظہور استراز افضل و بہتر اور فعل مکروہ تنزیہی یعنی مناسب نہیں کہ بے ضرورت ارتکاب کرے اور کیا تو کچھ حرج بھی نہیں

فی الطریقۃ المحمدیۃ وشرحہا لکن ھنا ای فی غلبۃ الظن من غیر ان یأخذ بہ القلب یستحب الاحتراز عنہ ویکرہ تنزیہا استعمالہ کسراویل الکفرۃ وسؤر الدجاجۃ المخلاۃ والماء الذی ادخل الصبی یدہ فیہ واوانی المشرکین، وقال فی الذخیرۃ یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب الظاھر من حال اوانیھم النجاسۃ فانھم یستحلون شرب الخمر واکل المیتۃ ولحم الخنزیر ویشربون ذلک ویاکلون فی قصاعھم واوانیھم فیکرہ للمسلمین الاکل والشرب فیہا قبل الغسل ثلث مرات وذلک مقدار مایغلب علی ظنہ انہا طھرت لو کانت متحققۃ النجاسۃ دفعا للوسواس اعتبارا للظاھر من حال تلک الاوانی کما کرہ التوضی بسؤر الدجاجۃ المخلاۃ لانہا لاتتوقی عن النجاسۃ فی الغالب والظاھر المتبادر للاذھان لعدم تمییزھا وعدم تحاشیھا عن استعمال ذلک وکما کرہ التوضئ بماء قلیل ادخل الصبی یدہ فیہ لانہ لایتوقی من النجاسۃ فی الظاھر المتبادر والغالب الکثیر المعتاد وکما کرہ الصلاۃ فی سراویل المشرکین اعتبارا للظاھر فانھم لایستنجون اذا بالوا وتغوطوا وکان الظاھر من حال سراویلھم النجاسۃ ومع ھذا ای کون الغالب الظاھر من حال اوانیھم النجاسۃ لو اکل وشرب فیہا قبل الغسل جاز ولایکون اٰکلا وشاربا حراما لان الطھارۃ اصل لان اللہ تعالٰی لم یخلق شیئا نجسا من اصل خلقتہ وانما النجاسۃ عارضۃ فاصل البول ماء طاھر وکذلک الدم والمنی والخمر عصیر طاھر ثم عرضت النجاسۃ فیجری علی الاصل المحقق حتی یعلم بحدوث العارض ومایقول الاغنام بان الظاھر الغالب فی الاشیاء المذکورۃ النجاسۃ قلنا نعم لکن الطھارۃ ثابتۃ بیقین والیقین لایزول الابیقین مثلہ انتھی ثم قال فی الذخیرۃ ولاباس بطعام الیھود والنصارٰی کلہ من غیر استثناء طعام دون طعام اذا کان مباحا من الذبائح وغیرھا لقولہ تعالٰی وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم من غیر تفصیل فی الاٰیۃ بین الذبیحۃ وغیرھا وبین اھل الحرب وغیرھم وبین بنی اسرائیل کنصاری العرب ولاباس بطعام المجوس کلہ الا الذبیحۃ وقال فی الذخیرۃ فی موضع اٰخر روی عن ابن سیرین

رحمه الله تعالى ان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كانوا يظهرون ويغلبون على المشركين ويأكلون ويشربون فى اوانيهم ولم ينقل انهم كانوا يغسلونها وروى عن اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما هجموا على باب كسرى وجدوا فى مطبخه قدورا فيها الوان الاطعمة فسألوا عنها فقيل لهم انها مرقة فاكلوا وبعثوا بشيئ من ذلك الى عمر رضى الله تعالى عنه من ذلك الطعام وتناول اصحابه اى بقية الصحابة رضى الله تعالى عنهم منه ايضا فالصحابة رضى الله تعالى عنهم اكلوا من الطعام الذى طبخوا اى المجوس لان الاصل حل الاكل ولا تثبت الحرمة بالظن وطبخوا اى الصحابة رضى الله تعالى فى قدورهم قبل الغسل والدليل له ان الطهارة اصل والنجاسة عارضة وقد وقع الشك فى العارض ولا ترتفع الطهارة الثابتة بقضية الاصل ومايقول القائل ان الظاهر هو النجاسة قلنا نعم ولكن الطهارة كانت ثابتة بيقين واليقين لا يزول بالشك والظن الا بيقين الا يرى انه اذا اصاب عضو انسان او ثوبه مقدار فاحش من سؤر الدجاجة المخلاة او الماء القليل الذى ادخل الصبى يده او رجله فيه وصلى مع ذلك جازت صلاته واذا صلى فى سراويل المشركين جازت ايضا لانا قد تيقنا الطهارة وشككنا فى النجاسة فلم تثبت بالشك كذا هنا فى طعام المجوس وقدورهم لا تثبت النجاسة بالشك وان كان الاحتياط عدم ذلك فى نظيره ولا نقول بهذا فى واقعة الصحابة رضى الله تعالى عنهم لاحتمال معارضة هذا الاحتياط امر اخر كالحاجة الى الطعام فى ذلك الوقت او بيان الجواز للقاصر لانهم من اهل القدوة كما قال عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين من بعدى انتهى ما نقله عن الذخيرة اھ ما نقلته عنهما بتلخيص والتقاط وهو كما ترى كلام نفيس يفيد النفائس ويبيد الوساوس والله الحافظ من الدسائس **اقول** ومما ينبغى التنبه له ان قوله فيما مرانه لم ينقل عن الصحابة رضى الله تعالى عنهم انهم كانوا يغسلون اوانى الغنائم وتساهيها كانه اراد به الادامة والالتزام والا فقد صح عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم الامر بغسلها اخرج احمد والشيخان و ابوداؤد والترمذى وغيرهم عن ابى ثعلبة رضى الله تعالى عنه قال قلت يارسول الله انا بارض قوم اهل كتاب افنأكل فى انيتهم قال ان وجدتم غيرها فلا تأكلوا فيها وان لم تجدوا فاغسلوها وكلوا فيها وفى لفظ ابى داود انهم يأكلون لحم الخنزير ويشربون الخمر فكيف نصنع بأنيتهم وقدورهم الحديث وفى احدى روايتى ابى عيسى سئل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن قدور المجوس فقال انقوها

غسلا واطبخوا فیہا و عند احمد عن ابن عمران ابا ثعلبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سأل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتنا فی اٰنیۃ المجوس اذا اضطررنا الیہا قال اذا اضطررتم الیہا فاغسلوہا بالماء واطبخوا فیہا فاذا ثبت الامر فقد ثبت الغسل وان لم ینقل بخصوصہ اذما کانوا لیخالفوا امر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا یأتمروا بہ ابداً احد او من نظر فی الدلائل التی اسلفنا ایقن ان الامر فی ھذا الحدیث للندب والنہی للتنزیہ واللہ تعالٰی اعلم و فی نصاب الاحتساب بعد نقل ما فی الذخیرۃ بالاختصار قال العبد اصلحہ اللہ تعالٰی وما ابتلینا من شراء السمن والخل واللبن والجبن سائر المائعات من الہنود علی ھذا الاحتمال تلویث او انہم وان نساءھم لا یتوقین عن السرقین وعند ابا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی اھ ملخصا اقول واراد بالاباحۃ ما لا اثم فیہ وبالتقوی الورعۃ فافہم۔

فائدۃ جلیلۃ یقول العبد الضعیف لطف بہ المولی اللطیف اعلم ان ھذا الذی جزمنا بہ وعولنا علیہ فیما مر من ان المکروہ تنزیہا لیس من الاثم فی شیئ لا کبیرۃ ولا صغیرۃ ولا یستحق العبد بہ معاقبۃ ما لا کبیرۃ ولا یسیرۃ ھو الحق الناصع الذی لا محید منہ وبہ صرح غیر واحد من العلماء ففی حظر رد المحتار تحت قولہ اما المکروہ کراھۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اتفاقا بمعنی انہ لا یعاقب فاعلہ اصلا لکن یثاب تارکہ ادنی ثواب تلویح اھ اقول والی الحل اقرب یعنی الاباحۃ والا فالحل المقابل للحرمۃ ثابت لا شک و فیہ اٰخر الاشربۃ عن العلامۃ ابی السعود المکروہ تنزیہا یجامع الاباحۃ اھ اقول یعنی الاساغۃ وعدم الحظر ونفی الحرج وسلب الحجر والا فاستواء الطرفین بما این یرجح احد الجانبین ولو من دون عزم و فیہ من الصلاۃ الظاہر انہ اراد بالمباح ما لا یمنع فلا ینافی کراھۃ التنزیہ اھ و فی شرح الطوالع من بحث العصمۃ ترک الاولی لیس بذنب فالاولی وما یقابلہ یشترکان فی اباحۃ الفعل اھ اقول والمعنی ما ذکرنا اعنی الرخصۃ وعدم التشدید المعبر عنہ بنفی البأس وانت تعلم ان لو کان اثما لما جامع الاباحۃ اذ لا شیئ من الاثم بمباح ولکان مما یمنع فان کل اثم ولو صغیرۃ محظور ولما جاز التعبیر عنہ بلا بأس بہ اذ ما من اثم الا وفیہ بأس ولما ساغ الجزم بنفی العقاب علیہ فقد ثبت فی العقائد تجویز العقاب علی الصغائر نعم قد افہم العلماء ان کل مکروہ تحریما من الصغائر کما فی صلاۃ رد المحتار عن البحر صاحب البحر فی بعض رسائلہ وھو المستفاد من کلمات غیرہ

فی ھذا المقام وقد زلت قدم بعض[1] المشاھیر من ابناء العصر فزعم ان المکروہ تنزیھا صغیرۃ فاذا اصر یکون کبیرۃ کما نص علیہ فی رسالۃ لہ وقد استوفینا الکلام علی ھذا المرام فی رسالۃ[2] اخری ان شاء اللہ المؤفق،

مقدمہ ثامنہ

کسی شے کی نوع وصنف میں بوجہ ملاقات نجس یا اختلاط حرام نجاست وحرمت کا تیقن اس کے ہر فرد سے منع واحتراز کا موجب اسی وقت ہو سکتا ہے جب معلوم ومحقق ہو کہ یہ ملاقات واختلاط بروجہ عموم وشمول ہے مثلاً جس شے کی نسبت ثابت ہو کہ اس میں شراب یا شحم خنزیر پڑتی ہے اور بنانے والوں کو اس کا التزام ہے تو اس کا استعمال کلیۃً ناجائز وحرام ہے اور وہاں اس احتمال کو گنجائش نہ دینگے کہ ہم نے یہ فرد خاص مثلاً خود بنتے ہوئے نہ دیکھی نہ خاص اس کی نسبت معتبر خبر پائی ممکن کہ اس میں نہ ڈالی گئی ہو کہ جب علی العموم التزام معلوم تو یہ احتمال اُسی قبیل سے ہے جسے قلب قابل قبول والتفات نہیں جانتا اور بالکل متضائل ومضمحل مانتا ہے اور ہم پہلے کہہ چکے کہ ایسا احتمال کچھ بکار آمد نہیں نہ وہ ظن غالب کو مساوات یقین سے نازل کرے تو اصل طہارت کا یقین اس غلبۂ ظن سے فراسب وزائل ہو گیا مگر یہ کہ اس فرد خاص کی محفوظی کسی ایسے ہی یقین سے واضح ہو جائے تو البتہ اس کے جواز کا حکم دیا جاگا ولہذا علماء نے فرمایا دیبائے فارسی ناپاک اور اس سے نماز محض ناجائز کہ وہ اس کی چمک بھڑک زیادہ کرنے کو پیشاب کا خلط کرتے ہیں اور پھر دھوتے یوں نہیں کہ رنگ کٹ جائے گا۔ فی الدر المختار دیباج اھل فارس نجس لجعلھم فیہ البول لبریقہ اھ وفی الحلیۃ عن البدائع قالوا فی الدیباج الذی ینسجہ اھل فارس لاتجوز الصلاۃ فیہ لانھم یستعملون فیہ البول عند النسج ویزعمون انہ یزید فی تزیینہ ثم لایغسلونہ فان الغسل یفسدہ الخ اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف اتنا محقق کہ ایسا بھی ہوتا ہے نہ کہ خاص ناپاک وحرام میں کوئی خصوصیت ہے جس کے باعث قصداً اس کا التزام کرتے ہیں بلکہ بعض اس بنا پر ہرگز ہرگز حکم تحریم وتنجیس علی الاطلاق روا نہیں اور یہاں وہ احتمالات قطعاً مسموع ہوں گے کہ جب عموم نہیں تو جس فرد کا ہم استعمال چاہتے ہیں ممکن کہ افراد محفوظہ سے ہو اور اصل متیقن طہارت

---

[1] یعنی المولوی عبد الحی اللکھنوی فی رسالۃ فی شرب الدخان ۱۲ منہ

۱۳۰۴ھ

[2] ثم الفانیہ بتوفیق اللہ تعالی رسالۃ مستقلۃ سمیناھا جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ

وعلت تو شکوک و ظنون ناقابل عبرت۔ دیکھو کیا ہم کو مطعوم و ملبوس و ظروف کفار کی نسبت یقین کامل نہیں کہ بے شبہہ اُن میں ناپاک بھی ہیں پھر اس یقین نے کیا کام دیا اور اُن اشیاء کا استعمال مطلق حرام کیوں نہ ہوا تو وجہ وہی ہے کہ اُن کے طعام و لباس و ظروف پر عموم نجاست معلوم نہیں اور جب اُن میں طاہر بھی ہیں اگرچہ کم ہوں تو کیا معلوم کہ جس فرد کا ہم استعمال ہم چاہتے ہیں اُن میں سے نہیں فی الاجناس الغالب الذی لا یستند الی علامۃ تتعلق بعین ما فیہ النظر مطرح اھ واضح تر سنیئے مجمع الفتاوی وغیرہ میں تصریح کی کہ ہمارے ملک میں جو کھالیں پکائی جاتی ہیں نہ اُن کے گلوں سے خون دھوئیں نہ پکانے میں نجاستوں سے بچیں پھر ویسے ہی ناپاک زمینوں پہ ڈال دیتے ہیں اور بعد کو دھوتے بھی نہیں (دیکھو نوع کی نسبت کس درجہ وضاحت و صراحت کے ساتھ وقوع نجاست بیان فرمایا) بایں ہمہ حکم ناطق دیا کہ وہ بے دغدغہ پاک ہیں اُن کے خشک و تر سے موزے بناؤ کتابوں کی جلدیں بناؤ پانی پینے کو مشک ڈول بناؤ کچھ مضائقہ نہیں۔ فی الطریقۃ عنہ وفیہا فی الغنیۃ وغیرہا عن القنیۃ الجلود التی تدبغ فی بلادنا ولا یغسل مذبحہا ولا تتوقی النجاسات فی دبغہا ویلقونہا علی الارض النجسۃ ولا یغسلونہا بعد تمام الدبغ فہی طاہرۃ یجوز اتخاذ الخفاف منہا وغلاف الکتب والقرب والدلاء رطبا ویابسا اھ بس ایسی صورت میں ائمہ نے یہی حکم عطا فرمایا کہ ہر فرد خاص کو ملاحظہ کریں گے اور نوع کی نسبت جو اجمالی یقین ہو اُسے تمام افراد میں ساری نہ مانیں گے مثلاً کفار خصوصاً اہل حرب کو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ انہیں پروائے نجاسات نہیں اور بیشک وہ جیسی چیز پاتے ہیں استعمال میں لاتے ہیں پھر وہ پوستین کہ دار الحرب سے پک کر آئے علماء فرماتے ہیں اُسے دیکھا چاہیے کہ اُس کا پکنا نجس چیز سے تحقیق ہو تو بے دھوئے نماز ناجائز اور طاہر سے ثابت ہو تو قطعاً جائز اور شک رہے تو دھونا افضل نہ کہ استعمال گناہ و ممنوع ٹھہرے۔ فی الدر المختار ما یخرج من دار الحرب کسنجاب ان علم دبغہ بطاہر فطاہر او بنجس فنجس وان شک فغسلہ افضل اھ ومثلہ فی المنیۃ وغیرہا یونہیں خود منقح مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں بچہ جب پانی میں اپنا ہاتھ یا پاؤں ڈال دے تو خاص اُس بچہ کے ہاتھ پاؤں دیکھیں اگر ڈالتے وقت نجاست ثابت ہو تو ناپاک اور پاکی ظاہر ہو تو طاہر اور کچھ نہ کھلے تو صرف مستحب ہے کہ اور پانی استعمال کریں اور اگر اسی سے وضو کرلے نماز پڑھ لے تاہم بے شبہہ جائز فی السیرۃ الاحمدیۃ للعلامۃ محمد الرومی افندی عن التاترخانیۃ عن اصل الامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی الصبی اذا ادخل یدہ فی کوز ماء اور جلہ فان علم ان یدہ طاہرۃ

بیقین (بان غسلہا لہ او غسلت عندہ اھ نابلسی) یجوز التوضی بھذا الماء وان علم ان یدہ نجسۃ بیقین (بان رأی علیہا عین النجاسۃ او اثرہا اھ حدیقۃ) لایجوز التوضی بہ وان کان لایعلم انہ طاھر او نجس فالمستحب ان یتوضأ بغیرہ لان الصبی لایتوقی عن النجاسات عادۃ ومع ھذا لو توضأ بہ اجزأہ اھ ناصحا
ضابطہ کی تصریح لیجیے۔ سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں بہ نأخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ اھ نقلہ الامام الاجل ظھیر الدین فی فتاواہ وغیرہ فی غیرہا حدیقہ میں ہے الحرمۃ بالیقین والعلم وھو لم یعلم ولم یتیقن ان عین ما اخذہ حرام ولم یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اھ
اقول وھذا وان کان فی مسئلۃ الجوائز فلیس الحرام للغصب بدون الحرام للنجاسۃ فی حکم الاجتناب کما لایخفی
بالجملہ ایسی صورت میں حکم کلی یہی ہے کہ نوع کی نسبت غیر کلی یقین منع کلی کا موجب نہیں بلکہ خصوص افراد کا لحاظ کریں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مقدمہ تاسعہ

جب بازار میں حلال و حرام مطلقاً یا کسی جنس خاص میں مختلط ہوں اور کوئی ممیز و علامت فارقہ نہ ملے تو شریعت مطہرہ خریداری سے اجتناب کا حکم نہیں دیتی کہ آخر اُن میں حلال بھی ہے تو ہر شے میں احتمال حلت قائم اور رخصت و اباحت کو اسی قدر کافی یہ دعوی بھی ہماری تقریرات سابقہ سے واضح اور خود ملاذ مذہب ابوعبداللہ شیبانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مبسوط میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے اُس پر نص فرمایا فی الاشباہ عن الاصل اذا اختلط الحلال بالحرام فی البلد فانہ یجوز الشراء والاخذ الا ان تقوم دلالۃ علی انہ من الحرام اھ وفی الحمویۃ کون الغالب فی السوق الحرام لایستلزم کون المشتری حراما لجواز کونہ من الحلال المغلوب والاصل الحل اھ تنبیہ **اقول** وباللہ التوفیق یہ احتمال حل پر عمل کا قاعدہ نظر بفروع فقہیہ اس صورت سے مخصوص ہے کہ وہ سب اشیاء جن میں وجود حرام کا تیقن اور اُن میں سے ہر فرد کے تناول میں تناول حرام کا احتمال ہے اس تناول کرنے والے کی ملک میں نہ ہوں ورنہ اُن میں سے کسی کا استعمال جائز نہ ہوگا مگر تین صورتوں سے ایک یہ کہ وجہ حرمت جب صالح ازالہ ہو تو اُن میں کسی سے اُسے زائل کردیا جائے کہ اب بقائے مانع میں شک ہوگیا اور یقین

مجہول المحل جس کا محل خاص بالتعین معلوم نہ ہو ایسے شک سے زائل ہو جاتا ہے مثلاً چادر کا ایک گوشہ یقیناً ناپاک تھا اور تعیین یاد نہ رہے کوئی سا کونہ دھولے پاکی کا حکم دیں گے ؎

مقدمہ عاشرہ

حضرت حق جل و علا نے ہمیں یہ تکلیف نہ دی کہ ایسی ہی چیز کو استعمال کریں جو واقع و نفس الامر میں طاہر و حلال ہو کہ اس کا علم ہمارے حیطۂ قدرت سے ورا قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا نہ یہ تکلیف فرمائی کہ صرف وہی شے برتیں جسے ہم اپنے علم و یقین کی رُو سے طیب و طاہر جانتے ہیں کہ اس میں بھی حرج عظیم اور حرج مدفوع بالنص قال تعالیٰ ما جعل علیکم فی الدین من حرج و قال تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر لے عزیزیہ دین محمد اللہ آسانی و سماحت کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کے لئے ہمیشہ رفق و نرمی ہے اور جو تعمق و تشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کے لئے سخت ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا و قاربوا وابشروا الحدیث اخرجہ البخاری والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصدرہ عند البیھقی فی شعب الایمان بلفظ الدین یسر ولن یغالب الدین احد الا غلبہ و اخرج احمد والنسائی وابن ماجۃ والحاکم باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من کان قبلکم بالغلو فی الدین و اخرج احمد برجال الصحیح والبیھقی فی الشعب وابن سعد فی الطبقات عن ابن الادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکم لن تدرکوا ھذا الامر بالمغالبۃ و اخرج احمد فی المسند والبخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احب الدین الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ و اخرج ایضا نحوہ لا غیرھما بسند جید عن محجن بن ادرع الاسلمی و الطبرانی ایضا فی الکبیر عن عمران بن حصین و فی الاوسط وابن عدی والضیاء وابن عبد البر فی العلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر دینکم ایسرہ و اخرج ابو القاسم بن بشران فی امالیہ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والتعمق فی الدین

لہ [illegible] ۱۲

فان اللہ قد جعلہ سہلا انتہیٰ بلکہ صرف اس قدر حکم ہے کہ وہ چیز تصرف میں لائیں جو اپنی اصل میں حلال وطیب ہو اور اسے مانع و نجاست کا عارض ہونا ہمارے علم میں نہ ہو ولہذا جب تک خاص اس شے میں جسے استعمال کرنا چاہتا ہے کوئی مظنۂ قویہ خطر و ممانعت کا نہ پایا جائے تفتیش و تحقیقات کی بھی حاجت نہیں مسلمان کو روا کہ اصل حل و طہارت پر عمل کرے اور ہمکن و یحتمل و شاید و لعل کو جگہ نہ دے فی الحدیقۃ لاحرمۃ الامع العلم لان الاصل الحل ولا یلزمہ السؤال عن شیئ حتی یطلع علی حرمتہ ویتحقق بھا فیحرم علیہ ح اھ ملخصًا وفیہا عن جامع الفتاوی لایلزم السؤال عن طھارۃ الحوض مالم یغلب علی ظنہ نجاستہ وبمجرد الظن لایمنع من التوضئ لان الاصل فی الاشیاء الطھارۃ اھ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی جب تم میں کوئی اپنے بھائی مسلمان کے یہاں جائے اور وہ تمہیں اپنے کھانے میں سے کھلائے تو کھالے اور کچھ نہ پوچھے اور اپنے پینے کی چیز سے پلائے تو پی لے اور کچھ دریافت نہ کرے اخرج الحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الشعب باسناد لاباس بہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا دخل احدکم علی اخیہ المسلم فاطعمہ من طعامہ فلیأکل ولا یسئل عنہ وان سقاہ من شرابہ فلیشرب ولا یسأل عنہ امیر المؤمنین عمر[1] رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک حوض پر گزرے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ساتھ تھے حوض والے سے پوچھنے لگے کیا تیرے حوض میں درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ امیر المومنین نے فرمایا اے حوض والے ہمیں نہ بتا۔ مالک فی مؤطاہ عن یحیی بن عبد الرحمن ان عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خرج فی رکب فیھم عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ حتی وردوا حوضا فقال عمرو یاصاحب الحوض ھل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یاصاحب الحوض لاتخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا قال سیدی عبد الغنی ولعلہ کان حوضًا صغیرا اوالا لماسأل اھ ملخصا وقال تحت قولہ لاتخبرنا ای ولوکنت تعلم انہ ترد السباع لانا نحن لانعلم ذلک فالماء طاھر عندنا فلو استعملناہ لاستعملنا ماءً طاھرا[2] ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔

[1] وروی مثل ذلک عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فسار لیلا فمروا علی رجل عند مقراۃ[عہ] لہ فقال عمر یاصاحب المقراۃ اولغت السباع اللیلۃ فی مقراتک فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاصاحب المقراۃ لاتخبرہ ھذا متکلف لھا ما حملت فی بطونھا ولنا ما بقی شراب وطھور ۱۲ منہ

[عہ] المقراۃ بالکسر مجتمع الماء۔ ۱۲ [2] ای فی حقنا وان کان علی خلاف ذالک فی الواقع۔ ۱۲ منہ

يقول العبد الضعيف غفرله القوی اللطیف جل وعلا قد حمل المولی الفاضل رحمه الله تعالیٰ هذا الحدیث کما تری علی ما قدمنا من ان المطلوب عدم العلم بالنجاسة لا العلم بعدم النجاسة ولیس علینا ان نبحث فان الشیئ وان کان متنجسا فی الواقع فانه طاهر لنا مالم نعلم بذلك ولذا حمل الحوض علی حوض صغیر یحمل الخبث وقد سبقه الی هذا الحمل علامة عصره سیدی زین بن نجیم المصری رحمه الله تعالیٰ فی البحر حیث قال فروع فی الخلاصة معزیا الی الاصل یتوضأ من الحوض الذی یخاف فیه قذر ولا یتیقنه ولا یجب ان یسأل اذ الحاجة الیه عند عدم الدلیل والاصل دلیل یطلق الاستعمال وقال عمر رضی الله تعالیٰ عنه الخ فذکر الحدیث المذکور بمعناه وانت تعلم ان کلامه انما هو فی الحوض الصغیر کما لایخفی وقد استشهد بالحدیث علی عدم وجوب السؤال والتفتیش عنه وان خشی التنجس بناء علی اصالة الطهارة فالعبد الضعیف تمسك به فی هذا المقام تبعا لهما لکن الحدیث ذو وجوه وشجون فقد **قیل** یعنی ان الماء کثیر فلا یحتمل التنجس بولوغ السباع وعلیه درج الشیخ المحقق الدهلوی رحمه الله تعالیٰ فی شرح المشکوة ویکدره سؤال عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه کما اشار الیه علی القاری وقال العارف النابلسی لو کان کثیرا مقدار العشر لما سأل لانه لا یتنجس الا بظهور اثر النجاسة فیه اجماعا وظهور الاثر یعرف بالحس فلا یحتاج الی السؤال اهـ ای وما کان عمرو لیخفی علیه حکم الماء الکثیر ولا کان من الموسوسین فسؤاله ادل دلیل علی ان الماء کان قلیلا یحمل الخبث وقد کان فی فلاة فکان مظنة ورود السباع فعن هذا نشأ السؤال ورده عمر بطرح الاحتمال ولیتنبه ان نقله الاجماع انما هو ناظر الی الماء الکثیر مع قطع النظر عن خصوص التفسیر لا الی مقدار العشر بالتخصیص کما لایخفی هذا تقریر کلامه علی حسب مرامه **اقول** ویظهر لی ان ههنا مجال سؤال بوجهین اما **اولا** فلما قد القینا علیك ان الاجماع انما هو علی ان الکثیر لا یتنجس الا بتغیر اما تحدید الکثیر ففیه نزاع شهیر واختلاف کبیر فی الکتب سطیر فرب کثیر عند قوم قلیل عند اٰخرین وبالعکس واذ الامر کما وصفنا لك فما یدریك لعل الماء کان قلیلا عند عمرو فبحث وکثیرا عند عمر فما اکترث والامر اظهر علی قول اصحابنا ان الکثیر فی حق کل ما یستکثره **و یتراای** لی فی الجواب عنه ان المجتهد لیس له ان یحمل المجتهد الاٰخر علی تقلید نفسه ویصده عن العمل بمذهبه ولذا انکر عالم المدینة علی هارون الرشید اذا استأذنه ان یعلق المؤطا علی الکعبة ویحمل الناس علی ما فیه فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اختلفوا فی الفروع

وتفرقوا فی البلدان وکل مصیب ابو نعیم عنه فی الحلیة و علی المنصور اذ هم ان یبعث بکتبه الی الامصار و یأمر المسلمین ان لا یتعدوها فقال لا تفعل هذا فان الناس قد سبقت الیهم الاقاویل وسمعوا احادیث ورووا روایات و اخذ کل قوم بما سبق الیهم ودانوا به فدع الناس وما اختار کل اهل بلد منهم لانفسهم ابن سعد عنه فی الطبقات وکذا لایجبر مجتهد بل عامی علی تقلید ظن الغیر فیما یفوض الی رأی المبتلی کما نص علیه فی البحر وغیره فعلی هذا قول عمر لا تخبرنا لا ینبغی حمله علی ان الماء کثیر عندی وان کان قلیلا عندك فبرأیی فاعمل ولا تسأل بل المعنی علی هذا ایضاً هو المنع عن اتباع الظنون ای ان الماء وان تستقذره لکن لست علی یقین من نجاسته فانصرف الکلام الی ما اردنا و اما **ثانیا** فلانا لا نسلم ان الکثیر لا یحتاج فیه الی السؤال فربما یتغیر الماء فیتغیر لونه فیحتمل انه لطول المکث او حلول الخبث فیتحقق منار للسؤال فعلم ان القلیل والکثیر سواء فی اباحة السؤال لکشف الحال عند المظنة والاحتمال بید ان الکثیر فی الاکثر تکون المظنة کالامر الحسی اعنی تغیر احد الاوصاف بخلاف القلیل وبهذا القدر لا یستند العلم الی مجرد الحس لان الذی یدرك بالحس لا یکفی لتبین الامر وزوال اللبس کما لا یخفی **وافاض** الله الجواب عنه بان هذا امضر یعود نفعا محضا فلئن قلتم به فی قصة الحدیث[1] فقد ترکتم ما قصدتم واعترفتم بما نرید اذ کان منار سؤال عمرو رضی الله تعالی عنه هو احتمال الخبث ومبنی جواب عمر هو اتباع الاصل وذلك ما کنا نبغ وانما کنتم تذهبون بالحدیث الی ان الماء کثیر لا یحمل الخبث فلا تخبرنا ای اخبارك وعدمه سواء وعلی هذا التقریر یصیر الکثیر نظیر الیسیر کما اعترفتم فلم تغن عنکم کثرتکم شیئا والله الموفق هذا **وقیل**[2] بل ذهب عمر رضی الله تعالی عنه الی طهارة سؤر السباع کما تقوله الائمة الثلاثة علی خلاف بینهم فی الکلب و الخنزیر فقوله لا تخبرنا ای سواء علینا اخبرتنا ولم تخبرنا فانا نطهر ما تفضل السباع **اقول** و قد یلمح الیه علی ما فیه قوله فی الحدیث فانا نرد علی السباع وترد علینا وقوله کما زاد رزین عن بعض

---

[1] فان قلت لا مساغ لهذا فی قصة الحدیث اصلا اذ الماء الکثیر لا یتغیر بمجرد ولوغ السباع وشرب الماء قلت بلی فان لفظ الحدیث هل ترد لاهل تلغ ویمکن ان ترد جماعات منهن وتقع فی الماء وتبول فیه وتقضی الحاجة فتغلب النجاسة علی بعض اوصاف الماء ۱۲ منه

[2] معطوف علی قیل السابق ۱۲ منه

الرواة وانی سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول لها ما اخذت فی بطونها وما بقی فهو لنا طهور وما اخرج الامام الشافعی عن عمرو بن دینار ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه ورد حوضا مجنة فقیل انما ولغ الکلب آنفا فقال انما ولغ بلسانه فشرب وتوضأ **و یکدر** هذا والذی قبله جمیعا انکم ملتم بالکلام الی خلاف ما یتبادر منه فان ظاهر النهی کراهة الاخبار وما ذاک الا الاخشیة ان لو اخبر لزمه التحرج فاراد التوسیع باستصحاب الطهارة ما لم یعلم ولو کان الامر کما ذکرتم من کثرة الماء او طهارة السؤر لما ضر اخباره شیئا فعلام ینهاه عنه بل کان حق الکلام ح ان یقول لعمرو ماذا ترید بالاستخبار الماء کثیر ولو ولغت او سؤرها طاهر فما فضلت الی هذا اشار محمد رحمه الله تعالیٰ حیث قال بعد روایة الحدیث فی مؤطاه اذا کان الحوض عظیما ان حرکت منه ناحیة لم تتحرک به الناحیة الاخری لم یفسد ذلک الماء ما ولغ فیه من سبع ولا ما وقع فیه من قذر الا ان یغلب علی ریح او طعم فاذا کان حوضا صغیرا ان حرکت منه ناحیة تحرکت الناحیة الاخری فولغ فیه السباع او وقع فیه القذر (ای او لون ۱۲) لا یتوضؤ منه الا یری ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه کره ان یخبره ونهاه عن ذلک وهذا کله قول ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ اه **اقول** فعلی هذا معنی قوله فانا نرد الخ وکذا استشهاده بارشاد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان ثبت انا نعلم ان المیاه فی الفلوات عن ورود السباع لکن لم نؤمر بالبحث ولا بالتکلف وامرنا بالاتکال علی اصل الطهارة ما لم نعلم بعروض النجاسة فلها ما حملت فی بطونها لان ماء الله مباح علی کل ذات کبد حرّاء ولنا ما غبر طهور لعدم التیقن بعروض المحذور فال الکلام الی ما وصفنا لک من ان الیقین الاجمالی بعروض النجاسة لنوع لا یقضی بتنجس کل فرد منه وبالجملة فالحدیث ذو وجوه والاوجه ما ذکرنا فیتجه الاستدلال علی عدم وجوب السؤال لاجل ظن او احتمال وکان اول قدوة لنا فیه امامنا محمد رضی الله تعالیٰ عنه **لکن** یرتاب فیه بان النهی عن الاخبار علی هذا یکون نهیا عن مناصحة المسلمین وصونهم عن تعاطی المنکر فی الدین فان من علم ان فی ثوب المصلی نجاسة مثلا وهو لا یدری وجب علیه اخباره بذلک ان ظن قبوله لان فعله علی خلاف امر الله سبحانه وتعالیٰ فی نفسه وان ارتفع الاثم لعدم العلم **والجواب** عنه کما افاد العارف النابلسی ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه لا یعلم ان صاحب الحوض یعلم ان السباع ترده حتی یکون قوله ذلک کفا ومنعا من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ومن النصیحة فی الدین غایته انه اراد رضی الله

تعالٰی عنہ نفی الوسواس فی طہارۃ الماء والنہی عن کثرۃ السؤال فی الامور المبنیۃ علی الیقین فی ان الاصل فی الماء الطہارۃ اھ **قلت** وحاصلہ ان المحذور ای کون النہی نہیا عن النہی عن المنکر مبنی علی العلم بکونہ منکرا وھو مبتن علی العلم بالنجس واذ لیس ھذا فلیس ذاک فلیس ذلک ولم یکن ان صاحب الحوض ھو بالاخبار فنہاہ عمر حتی یکون نہیا بعد الظن بانہ یعلم شیئا وانما سأل عمرو ولا یدری ما عند المسئول عنہ فاراد سد باب الظنون والتنبیہ علی انا لو نؤمر بذلک ولو فتحنا مثل ھذا الباب ﷺ وجوھنا لوقعنا فی الحرج والحرج مدفوع بالنص فتأمل حق التأمل ولا تظنن ان الامر دائر بین مصلحۃ التوسیع ومفسدۃ النہی عن النہی عن المنکر بل بین دفع مفسدۃ الوسوسۃ والتعمق والمفسدۃ التی ذکرت وتلک حاضرۃ متیقنۃ وھذہ محتملۃ متوھمۃ فترجح الاول فافھم واللہ تعالٰی اعلم ہاں اس میں شک نہیں کہ شبہ کی جگہ تفتیش وسوال بہتر ہے جب اُس پر کوئی فائدہ مترتب ہوتا سمجھے فی البحر الرائق عن السراج الھندی عن الفقیہ ابی اللیث ان عدم وجوب السؤال من طریق الحکم وان سأل کان احوط لدینہ الخ اور یہ بھی اسی وقت تک ہے جب اس احتیاط وورع میں کسی امر اہم و آکد کا خلاف نہ لازم آئے کہ شرع مطہر میں مصلحت کی تحصیل سے مفسدہ کا ازالہ مقدم تر ہے مثلاً مسلمان نے دعوت کی یہ اُس کے مال وطعام کی تحقیقات کر رہے ہیں کہاں سے لایا کیونکر پیدا کیا حلال ہے یا حرام کوئی نجاست اس میں نہیں ملی ہے کہ بیشک یہ باتیں وحشت دینے والی ہیں اور مسلمان پر بدگمانی کرکے ایسی تحقیقات میں اُسے ایذا دینا ہے خصوصاً اگر وہ شخص شرعاً معظم ومحترم ہو جیسے عالم دین یا سچا مرشد یا ماں باپ یا اُستاد یا ذی عزت مسلمان سردار قوم تو اُس نے اور بے جا کیا۔ ایک تو بدگمانی دوسرے موحش باتیں تیسرے بزرگوں کا ترک ادب۔ اور یہ گمان نہ کرے کہ خفیہ تحقیقات کرلونگا حاشا وکلا اگر اُسے خبر پہنچی اور نہ پہنچنا تعجب ہے کہ آجکل بہت لوگ پرچہ نویس ہیں تو اس میں تنہا بررو پوچھنے سے زیادہ رنج کی صورت ہے کما ھو مجرب معلوم نہ یہ خیال کرے کہ احباب کے ساتھ ایسا برتاؤ برتوں گا۔ ہیہات احبا کو رنج دینا کب روا ہے اور یہ گمان کہ شاید ایذا نہ پائے ہم کہتے ہیں شاید ایذا پائے اگر ایسا ہی شاید پر عمل ہے تو اُس کے مال وطعام کی حلت وطہارت میں شاید پر کیوں نہیں عمل کرتا۔ لہٰذا اگر ایذا نہ بھی ہوئی اور اُس نے براہ بے تکلفی بتا دیا تو ایک مسلمان کی پردہ دری ہوئی کہ شرعاً ناجائز۔ غرض ایسے مقامات میں ورع

واحتیاط کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس طور پر بچ جائے کہ اُسے اجتناب و دامن کشی پر اطلاع نہ ہو یا سوال و تحقیق کرے تو اُن امور میں جن کی تفتیش موجب ایذا نہیں ہوتی مثلاً کسی کا جوتا پہنے ہے وضو کرکے اس میں پاؤں رکھنا چاہتا ہے دریافت کرلے کہ پاؤں تر ہیں یونہی پہن لوں وعلی ھذا القیاس یا کوئی فاسق بیباک مجاہر معلن اس درجہ وقاحت و بے حیائی کو پہنچا ہوا ہو کہ اُسے نہ بتا دینے میں باک ہو نہ دریافت سے صدمہ گزرے نہ اُس سے کوئی فتنہ متوقع ہو نہ اظہار ظاہر میں پردہ دری ہو تو عند التحقیق اُس سے تفتیش میں بھی حرج نہیں ورنہ ہرگز بنام ورع و احتیاط مسلمانوں کی نفرت و وحشت یا اُن کی رسوائی و فضیحت یا تجسس عیوب و معصیت کا باعث نہ ہو کہ یہ سب امور ناجائز ہیں اور شکوک و شبہات میں ورع نہ برتنا ناجائز نہیں۔ عجب کہ امر جائز سے بچنے کے لئے چند ناروا باتوں کا ارتکاب کرے یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ اسے محتاط بننے کے پردے میں محض غیر محتاط کر دیا اے عزیز مدارات خلق و الفت و موانست اہم امور سے ہے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعثت بمداراۃ الناس الطبرانی فی الکبیر عن جابر و قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأس العقل بعد الایمان باللہ التحبب الی الناس الطبرانی فی الاوسط عن علی و البزار فی المسند عن ابی ہریرۃ و الشیرازی فی الالقاب عن انس والبیہقی فی الشعب عنہم جمیعا رضی اللہ تعالٰی عنہم مگر جب تک نہ دین میں مداہنت نہ اس کے لئے کسی گناہ شرعی میں ابتلا ہو قال تعالٰی لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم و قال تعالٰی لا تأخذکم بہما رأفۃ فی دین اللہ و قال تعالٰی واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین و قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف الشیخان و ابو داود والنسائی عن علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ و قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق احمد الامام و محمد، الحاکم عن عمران و الحکم بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہم۔ پس ان امور میں ضابطہ کلیہ و اجبۃ الحفظ یہ ہے کہ فعل فرائض و ترک محرمات کو ارضائے خلق پر مقدم رکھے اور ان امور میں کسی کی مطلقاً پروا نہ کرے اور اتیان مستحب و ترک غیر اولٰی پر مدارات خلق و مراعات قلوب کو اہم جانے اور فتنہ و نفرت و ایذا و وحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔ اسی طرح جو عادات و رسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے ان کی حرمت و شناعت نہ ثابت ہو اُن میں اپنے ترفع و تنزہ کے لئے خلاف و جدائی نہ کرے کہ یہ سب امور ایتلاف و موانست کے معارض اور مراد و محبوب شارع کے

مناقض ہیں۔ ہاں وہاں ہوشیار وگوشدار کہ یہ وہ نقطۂ جمیلہ وحکمت جلیلہ وکوچۂ سلامت وجادۂ کرامت ہے جس سے بہت زاہدان خشک واہل تقشف غافل وجاہل ہوتے ہیں وہ اپنے زعم میں محتاط ودین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت ومقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں خبردار ومحکم گیر یہ چند سطروں میں علم عزیز وباللہ التوفیق والیہ المصیر قال الامام حجۃ الاسلام حکیم الامۃ کاشف الغمۃ ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی الاحیاء المبارک اقول لیس لہ ان یسألہ بل ان کان یتورع فلیتلطف فی الترک وان کان لابدلہ فلیاکل بغیر سؤال اذ السؤال ایذاء وھتک ستر وایحاش وھو حرام بلاشک فان قلت لعلہ لایتأذی فاقول لعلہ یتأذی فانت تسأل حذرا من لعل فان قنعت بلعل فلعل مالہ حلال والغالب علی الناس الاستیحاش بالتفتیش ولایجوزلہ ان یسأل عن غیرہ من حیث یدری ھو بہ فان الایذاء فی ذلک اکثر وان سأل من حیث لایدری ھو ففیہ اساءۃ ظن وھتک ستر وفیہ تجسس وفیہ تسبیب للغیبۃ وان لم یکن ذلک صریحا وکل ذلک منھی عنہ فی اٰیۃ واحدۃ وکم من زاھد جاھل یوحش القلوب فی التفتیش ویتکلم بالکلام الخشن المؤذی وانما یحسن الشیطان ذلک عندہ طلبا للشھرۃ باکل الحلال ولوکان باعثہ محض الدین لکان خوفہ علی قلب مسلم ان یتأذی اشد من خوفہ علی بطنہ ان یدخلہ مالایدری وھو غیر مؤاخذ بمالایدری اذا لم یکن ثم علامۃ توجب الاجتناب فلیعلم ان طریق الورع الترک دون التجسس واذا لم یکن بد من الاکل فالورع الاکل واحسان الظن ھذا ھو المألوف من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ومن زاد علیھم فی الورع فھو ضال مبتدع ولیس بمتبع اھ ملخصا وفیہ قال الحارث المحاسبی رحمہ اللہ تعالٰی لوکان لہ صدیق او اخ وھو یأمن غضبہ لوسألہ فلاینبغی ان یسألہ لاجل الورع لانہ ربما یبدولہ ماکان مستورا عنہ فیکون قد حملہ علی ھتک الستر ثم یؤدی الی البغضاء وان رابہ منہ شیئ ایضا لم یسألہ ویظن بہ انہ یطعمہ من الطیب ویجنبہ الخبیث وان کان لایطمئن قلبہ الیہ فلیحترز متلطفا ولایھتک سترہ بالسؤال لانی لم ارا احدا من العلماء فعلہ اھ ملخصا وفی الطریقۃ والحدیقۃ مالایدرک کلہ وھو الاحتراز عن الشبھات کلھا فی جمیع المعاملات لایترک کلہ فالاولی والاحوط الاحتراز مما فیہ امارۃ ظاھرۃ للحرمۃ وھی الشبھۃ القویۃ وممن لہ شھرۃ تامۃ بالظلم والغصب او السرقۃ او الخیانۃ او التزویر ونحوھا من الربوا والمکس

فی الاموال وقطع الطریق مما یمکن الاحتراز عنہ من غیر ترک ما فعلہ اولی منہ ای من ترکہ اوفعل ما ترکہ کذلک ای اولی من فعلہ وھذا احتراز عما اذا ترتب علی اجتنابہ عن اموال من ذکروا ترک الاحترام لھم اذ کانوا ممایجب احترامھم اوینبغی لہ کالسلاطین والحکام وقضاۃ الشرع و الابوین والاستاذ والمعلم والکبیر فی السن وشیخ المحلۃ والصدیق ولاینبغی بل لایجوز اساءۃ الظن بھم ومتی ادی ذلک الی شیئ من ھذین لم یکن الاولی ولا الاحتیاط الاحتراز عن تلک الشبہات لما یعارضھا من ترک الاحترام اواساءۃ الظن بمن یجب اوینبغی احترامہ ولایحسن[2] اساءۃ الظن بہ وھذا من اصعب الامور یرید المستحب فیقع فی الحرام اھ ملخصا **قول** وھوکما تری صریح اوکالصریح فی ترک السؤال ولوکان[1] اکثر مالہ من الحرام فانہ ذکر المشھورین بالسرقۃ وقطع الطریق والغصب والربوا ولم یفصل مطلقا اما الامام حجۃ الاسلام فجنح عند کثرۃ الحرام الی ایجاب السؤال وقال انما اوجبنا السؤال اذا تحقق ان اکثر مالہ حرام وعند ذلک لایبالی بغضب مثلہ بل یجب ایذاء الظالم باکثر من ذلک والغالب ان مثل ھذا لایغضب من السؤال اھ **قلت** ومبنی ذلک تحریمہ الاکل عند من غالب مالہ حرام فیدخل فی القسم الاول الذی ذکرنا انہ لایبالی فیہ بسخط احد ولالومۃ لائم وھذا وجہ عند مشائخنا وبہ افتی الفقیہ السمرقندی وغیرہ وصححہ فی الذخیرۃ والصحیح المختار فی المذھب المتحول علیہ المفتی بہ اطلاق الرخصۃ مالم یعرف شیئا حراما بعینہ وھو مذھب ابراھیم النخعی وابی حنیفۃ واصحابہ قال محمد وبہ ناخذ فانی یعارض فتوی ابی اللیث فتوی ابی حنیفۃ وتصحیح الذخیرۃ ترجیح محمد وابوحنیفۃ ھو الامام الاعظم ومحمد ھو المحرر للمذھب فلذا اطلق العلامۃ البرکلی القول و تبعناہ فی ذلک الا من یظھر لی ان التورع محمود فی نفسہ وقد مدح فی احادیث متواترۃ المعنی فصلنا جملۃ منھا فی کتابنا المبارک ان شاء اللہ تعالٰی مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین انما یترک حیث یترک لاجل عارضۃ اقوی مالی اقول یترک کلا لایترک ولکن یکون الورع فی ترک ما یظنہ المتقشف ورعا فحیث لاتوجد العوارض کالایذاء وھتک الستر واثارۃ الفتنۃ کما وصفنا لک من شان ذاک الجریٔ الجاھر فلا معنی لترک الورع مع وجود المقتضی وعدم المانع فلذا ذھبنا الی

---

[1] ای ولوحرفۃ من الحرف کما ذکرہ العارف النابلسی بنفسہ فی بعض المواضع من ھذا الشرح ۱۲ منہ

[2] ای لایجوز کما سبق ۱۲

استثنائہ واللہ الموفق ھذا و فی عین العلم والاسرار بالمساعدۃ فیما لہ بنیۃ عنہ وصار معتادًا فی عصرھم حسن وان کان بدعۃ اھ ای حسنۃ او فی العادات کما یفیدہ التقیید بالمرئیۃ عنہ ومثلہ فی الاحیاء واللہ تعالٰی اعلم۔

تمہ المقدمات

وضع ضابطہ کلیہ دریں باب تفرقہ درحکم عظام وشراب

اقول وباللہ التوفیق

واضح ہو کہ کسی شے حرام خواہ نجس کے دوسری چیز میں خلط ہونے پر یقین دو قسم ہے: شخصی[۱] یعنی ایک فرد خاص کی نسبت تیقن مثلاً آنکھوں سے دیکھا کہ اس کنوئیں میں نجاست گری ہے اور نوعی[۲] یعنی مطلق نوع کی نسبت یقین اور اس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک اجمالی یعنی اس قدر ثابت کہ اس نوع میں اختلاط واقع ہوتا ہے نہ یہ کہ علی العموم اس کے ہر فرد کی نسبت علم ہو جیسے کفار کے برتن، کپڑے، کوئیں۔ دوسرا کلّی یعنی نوع کی نسبت بروجہ شمول وعموم ودوام والتزام اس معنی کا ثبوت ہو مثلاً تحقیق پائے کہ فلاں نجس یا حرام چیز اس ترکیب کا جزو خاص ہے کہ جب بناتے ہیں اُسے شریک کرتے ہیں اور یہ وہیں ہوگا کہ بنانے والوں کو بالخصوص اُس کے ڈالنے سے کوئی غرض خاص مقصود ہو ورنہ بلاوجہ التزام متیقن نہیں ہوسکتا جیسے پانی وغیرہ کسی شے کو ہڈیوں سے صاف کریں کہ تصفیہ میں ناپاک یا حرام استخواں کی کوئی خصوصیت نہیں جو مقصود ان سے حاصل پاک وحلال ہڈیوں سے بھی قطعاً متیسر کما لایخفی **اور وہ اشیا** بھی جن کا کسی ماکول ومشروب یا اور استعمالی چیزوں میں خلط سُنا جانا موجب تردد وتشویش وباعث سوال وتفتیش ہو، دو[۲] قسم ہیں ایک مامنہ محذور یعنی وہ جن میں ہر قسم کے افراد موجود بعض اُن میں حرام ونجس بھی ہیں اور بعض حلال وطاہر جیسے عظام یہاں منشاء توہم صرف اُن لوگوں کا بے باک ونامحتاط ہونا ہے جن کے اہتمام سے وہ چیز بنتی ہے کہ جب ان اشیاء میں حرام ونجس بھی موجود اور اُن کو پرواہ واحتیاط مفقود تو کیا خبر کہ یہاں کس قسم کی چیز ڈالی گئی ہے اسی لئے جب وہ کارخانہ ثقہ مسلمانوں کے تعلق ہو تو خاطر پر اصلاً تردد نہ آئے گا اور صدور محذور کی طرف ذہن سلیم نہ جائے گا۔ دوسرے ما ہو محذور یعنی وہ کہ حرام مطلق یا نجس محض ہیں جن کی کوئی فرد

حلال وطاہر نہیں جیسے شراب بجمیع اقسامہا علی مذہب محمد ن المأخوذ للفتوی یہاں باعث احتراز وتنزہ خود اُس شے کی نفس حالت ہے نہ بنانے والوں کی جرأت وجسارت یہاں تک کہ ابتداءً اہل کارخانہ کی وثاقت وعدالت معلوم ہونا اس مقام پر علاج اندیشہ نہ ہوگی بلکہ بہ شُن کران کی وثاقت و احتیاط میں شک آسکتا ہے۔ انہی وجوہ سے ان دو صورتوں میں ہنگام نظر وتنقیح حکم بوجوہ فرق واقع ہوتا ہے **صورت اولٰی** میں مجرد اُس شے مثلاً استخواں کے پڑنے پر تیقن عام ازاں کہ شخصی ہو یا نوعی اجمالی ہو یا کلی خواہی نخواہی اس جزئی یا النوع میں مخالطت حرام یا نجس کا یقین نہیں دلاتا ممکن کہ صرف افراد طیبہ مباحہ استعمال میں آئے ہوں۔ اسی طرح خاص افراد محرمہ ونجسہ کے استعمال پر بیقین نوعی اجمالی بھی علی الاطلاق تحریم وتنجیس کا مورث نہیں کہ ہر جزئی خاص میں استعمال فرد طاہر وحلال کا احتمال قائم ولہٰذا افراد قسمین کا بازار میں اختلاط مانع اشتراء وتناول نہیں کہ کسی معین پر حکم بالجزم نہیں کر سکتے۔ کما حققنا کل ذلک فی المقدمۃ الثامنۃ والتاسعۃ بخلاف **صورت ثانیہ** کہ وہاں صرف اُس کے پڑنے کا یقین شخصی خواہ نوعی کلی اُس جزئی خاص یا تمام نوع کی تنجیس وتحریم میں بس ہے جس کے بعد کچھ کلام باقی نہیں رہتا اور وہ احتمالات کہ بوجہ تنوع افراد صورت اولٰی میں متحقق ہوتے تھے یہاں قطعاً منقطع کما لایخفی اسی طرح صورت اولٰی میں اگر بالخصوص افراد حرام وناپاک ہی پڑنے کا ایسا ہی یقین یعنی شخصی یا نوعی کلی ہو تو اُس کا بھی یہی حکم کہ اس تقدیر پر صورت اولٰی صورت ثانیہ کی طرف رجوع کر آئی لانتفاء التنوع فی الافراد فان الیقین تعلق بخصوص الافراد المحرمۃ والنجسۃ وھی لاتتنوع الی محذور وغیر محذور البتہ یقین نوعی اجمالی یہاں بھی بکار آمد نہیں کہ جب علی وجہ العموم والالتزام تیقن نہیں تو ہر فرد کی محفوظی محتمل جب تک کسی جزئی خاص کا حال تحقیق نہ ہو کہ اس وقت بیقین یقین شخصی کی طرف رجوع کر جائے گا وھو مانع کما ذکرنا۔

بالجملہ خلاصۂ ضابطہ یہ ہے کہ ما منہ محذور میں کسی قسم کا یقین بکار آمد نہیں جب تک ما ہو محذور کی طرف رجوع نہ کرے اور ما ہو محذور میں ہر قسم کا یقین کافی مگر صرف نوعی اجمالی کہ ساقط وغیر مثبت ممانعت ہے جب تک یقین شخصی کی طرف مائل نہ ہو یہ نفیس ضابطہ قابل حفظ ہے کہ شاید اس رسالہ عجالہ کے سوا دوسری جگہ نہ ملے اگرچہ جو کچھ ہے کلمات علماء سے مستنبط اور انہیں کی کفش برداری کا تصدق، والحمدللہ رب العالمین

الشروع فی الجواب بتوفیق الوہاب

کل کی برف میں شراب ملنے کی خبر قابلِ غور و واجب الانظار ہے مقدمہ ۵ کی تقریریں پیشِ نگاہ رکھ کر لحاظ درکار، اگر یہ اخبار افواہِ بازار یا آتے جاتے سنے یا بعض مشرکین و کفار تو بالکل مردود و محض بے اعتبار ہاں صورتِ اخیرہ میں اگر اُن کا صدق دل پر جمے تو احتیاط بہتر تاہم گناہ نہیں اور اتنا بھی نہ ہو تو اصلاً پروا نہیں اور اگر فساق بد اعمال یا مستور نامعلوم الحال کی خبر تو شہادتِ قلب کی طرف رجوع معتبر، اگر دل اس امر میں اُن کے کذب کی طرف جھکے تو کچھ باک نہیں مگر احتراز افضل کہ آخر مسلمان ہیں عجب کیا کہ سچ کہتے ہوں خصوصاً مستور کہ اُس کی عدالت معلوم نہیں تو فسق بھی تو ثابت نہیں اور اگر قلب اُن کے صدق پر گواہی دے تو بے شک احتراز چاہیئے کہ ایسے مقام پر تحری حجّتِ شرعیہ ہے اگرچہ وہ خبر بنفسہٖ حجت نہ تھی مگر یہاں ممانعت کا درجہ حرمتِ قطعیہ تک تجاوز نہ کرے گا لان التحری محتمل للخطاء کما فی الھدایۃ والظنون ربما تکذب کما فی الحدیث اور وہ بھی اُسی کے حق میں جس کا دل اُن کے صدق کی طرف جائے فان شھادۃ قلبہ لیست حجۃ الا علیہ وذلک فی القاطع کالوجدان فکیف بالظنون پس اگر دوسرے کے دل پر اُن کا کذب جمے اُس کے حق میں وہی پہلا حکم ہے کہ احتراز بہتر ورنہ اجازت فی صلٰوۃ ردالمحتار استفید مما ذکرانہ بعد العجز عن الادلۃ المارۃ علیہ ان یتحری ولا یقلد مثلہ لان المجتہد لایقلد مجتہدا الخ ہاں اگر اس قدر جماعت کثیر کی خبر ہو جن کا کذب پر اتفاق عقل تجویز نہ کرے تو بیشک علی الاطلاق حرمتِ قطعی کا حکم دیا جائے گا اور اس کے سوا کسی امر پر لحاظ نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ سب مخبر فساق و فجار بلکہ مشرکین و کفار ہوں فان العدالۃ بل والاسلام ایضا لایشترط فی التواتر عند الجمہور خلافا للامام فخر الاسلام علی ما اشتہر مع ان کلامہ قدس سرہ ایضا غیر نص فی الاشتراط کما افادہ المولی بحر العلوم فی الفواتح واللّٰہ اعلم اسی طرح اگر منتہائے سند مسلمان عادل اگرچہ ایک ہی ہو جب بھی احتراز واجب اور برف حرام و نجس فان فی الدیانات لایشترط العدد ویقبل خبر الواحد العدل بلاتردد مگر یہ ضرور ہے کہ وہ خود اپنے معاینہ سے خبر دے ورنہ سُنی سنائی کہنے میں اُس کا قول خود اُس کا قول نہیں یہاں تک کہ جب اکابر علمائے دہلی نے بخارسی کی نسبت لکھا اس میں پیشاب پڑتا ہے امام علامہ ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی وغیرہ ائمہ نے فرمایا اگر یہ بات

تحقیق ہوجائے تو اُس سے نماز ناجائز ہوجائے گی تو کیا وجہ کہ اُن علماء کا خود مشاہدہ نہ تھا لہذا ہنوز معاملہ تحقیق طلب رہا فی البدائع ثم الحلیۃ بعد ذکر ما نقلنا عنہما فی المقدمۃ الثامنۃ فان صح انھم یفعلون ذٰلک فلاشک انہ لاتجوز الصلاۃ معہ اھ وفی ردالمحتار علی ما اثرنا عن الدرالمختار تمہ ان کان کذٰلک لاشک انہ نجس تاترخانیۃ اھ اسی طرح تواترہ کے بھی یہ معنی کہ اس قدر جماعت کثیر خاص اپنے معاینہ سے بیان کرے نہ یہ کہ کہنے والے تو ہزاروں ہیں مگر جس سے پوچھئے سُننا بیان کرتا ہے کہ اس صورت میں اگر اصل مخبر کا پتا نہیں تو وہی افواہ بازاری ہے ورنہ انتہائے خبر اس مخبر پر رہے گی اور ناقلین درمیان سے ساقط ہوجائیں گے صرف نظر اُس اصل کے حال پر اقتصار کریگی۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر اس قسم کی خبریں عوام یا کم علموں کے نزدیک متواترات سے ملتبس ہو جاتی ہیں حالانکہ عند التحقیق تواتر کی بو نہیں قال المولی الناصح سیدی عبدالغنی قدس سرہ فی مبحث آفۃ الرقص من شرح الطریقۃ اما خبر التواتر من الناس لبعضھم بعضا بذٰلک[1] فھو ممنوع لاستناد الکل فیہ الی الظن والتوھم والتخمین واستفادۃ الخبر من بعضھم لبعض بحیث لوسألت کل واحد منھم عن رویۃ ذٰلک ومعاینتہ لقال لم اعاینہ وانما سمعت ومن قال عاینتہ تستکشف عن حالہ فتراہ مستندا الی ظنون وامارات وھمیۃ وعلامات ظنیۃ وربما اذا تأملت وتفحصت وجدت خبر ذٰلک التواتر الذی تزعمہ کلہ مستندا فی الاصل الی خبر واحد او اثنین الی اٰخر ما اطال واطاب رحمہ اللہ تعالٰی **الحاصل** جب خبر معتبر شرعی سے ثابت ہوجائے کہ شراب اس ترکیب کا جزء ہے تو برف کی حرمت و نجاست میں کلام نہیں اور علی العموم اُس کے تمام افراد ممنوع و محذور اور یہ احتمال کہ شاید اس فرد خاص میں نہ پڑی ہو محض مہمل و مہجور کہ یہ مانع و محذور نہیں بیقین نوعی کلی ہے اور ایسی جگہ یہ احتمالات یک لخت مضمحل و غیر کافی (دیکھو ضابطہ کلیہ کی تحریر اور مقدمہ ۸ کی صدر تقریر) یہانتک کہ ایسی شئے کا دوا میں بھی استعمال ناروا اگرچہ اس کے سوا دوا نہ ہو اور یقین کامل ہو کہ اس سے قطعاً شفا ہوجائے گی۔ جیسے بحالت اضطرار پیاسے کو شراب پینا یا بھوکے کو گوشت مردار کھانا شرع مطہر نے جائز فرمایا کہ اُس سے پیاس اور اس سے بھوک کا جانا یقینی ہے نہ مجرد قول اطبا کہ ہرگز موجب یقین نہیں بارہا اطبا نسخے تجویز کرتے اور اُن کے موافق آنے پر اعتماد کلی رکھتے ہیں پھر ہزار دفعہ کا تجربہ ہے کہ ہرگز ٹھیک نہیں اترتے بلکہ کبھی بجائے

[1] ای بما ذکر من معائب المتصوفۃ المدعین لہ بالکذب اذا اخبر بذٰلک عن رجل معین ۱۲ منہ

نفع مضرت کرتے ہیں اور قرابادین کی بالاخوانیاں کون نہیں جانتا یہاں تک کہ اکذب من قرابادین الاطباء مثل ہوگئی علی الخصوص اس بارہ میں ڈاکٹروں کا قول تو بدرجۂ اولٰی قابل قبول نہیں کہ نہ انہیں دین اسلام کے حلال وحرام کا غم واہتمام نہ اس ملک والوں کی معرفت مزاج وطرق علاج وتدقیق علل وتحقیق علامات میں حذاقت کامل ومہارت تام وھذا الذی اشترناہ فی مسئلۃ التداوی بالمحرم ھو الصواب الواضح الذی بہ یحصل التوفیق وارتضاہ ائمۃ النقد والتحقیق قال فی ردالمحتار **قولہ** اختلف فی التداوی بالمحرم ففی النھایۃ عن الذخیرۃ یجوزان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء اٰخروفی الخانیۃ فی معنی قولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم کما رواہ البخاری ان مافیہ شفاء لاباس بہ کما یحل الخمر للعطشان فی الضرورۃ وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التجنیس اھ من البحروافاد سیدی عبدالغنی انہ لایظھر الاختلاف فی کلامھم لاتفاقھم علی الجواز للضرورۃ واشتراط صاحب النھایۃ العلم لاینافیہ اشتراط من بعدہ الشفاء ولذا قال والدی فی شرح الدرران قولہ لاللتداوی محمول علی المظنون والا فجوازہ بالیقینی اتفاقی کما صرح بہ فی المصفی اھ اقول وھو ظاھر موافق لما مرفی الاستدلال لقول الامام لکن قد علمت ان قول الاطباء لایحصل بہ العلم والظاھران التجربۃ یحصل بھا غلبۃ الظن دون الیقین الاان یریدوا بالعلم غلبۃ الظن وھو شائع فی کلامھم تأمل اھ مافی ردالمحتار مع بعض اختصار۔ **اقول** اما ماذکرمن امر التجارب فللعبد الضعیف ھھنا تنقیح شریف واریدان احقق المسئلۃ فی بعض رسائلی ان یسر المولی سبحانہ وتعالٰی واما عزوہ الحدیث للبخاری فلم ارہ فی البحرولا فی الخانیۃ وانما رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر بسند صحیح[1] علی اصول الحنفیۃ نعم رأیتہ فی اشربۃ الجامع الصحیح باب شرب الحلواء والعسل عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ من قولہ تعلیقا فلیتنبہ واللہ تعالٰی اعلم۔

اور یہ اگر ایسی خبر سے ثبوت نہیں تو غایت درجہ اس قدر کہ بحکم تورع واجتناب شبہات احتراز کرے مگر تحریم وتنجیس کا حکم بے دلیل شرعی ہرگز روا نہیں قدرے بیان اس کا آگے گزرا اور ان شاء اللہ تعالٰی خاتمہ رسالہ میں ہم پھر اس طرف عود کریں گے والعود احمد یہ تو اصل حکم فقہی ہے اور واقع پر نظر کیجئے تو اس خبر کی کچھ حقیقت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ نہ اس پانی میں جسے منجمد کرتے ہیں شراب ملانے کی کوئی وجہ معلوم

[1] قالہ لان رجالہ رجال الصحیح علی ما فیہ من انقطاع، ۱۲ منہ

ندوہ کے بڑے ملانوں کی تحقیقِ شراب

ہوتی ہے تو برف پر حکم جواز ہی ہے واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ہاں انگریزی دواؤں میں جتنی دوائیں رقیق ہوتی ہیں جنھیں ٹنکچر کہتے ہیں اُن سب میں یقیناً شراب ہوتی ہے وہ سب حرام بھی ہیں اور ناپاک بھی نہ اُن کا کھانا حلال نہ بدن پر لگانا جائز کما حققناہ فی فتاوٰنا ان اسپارٹ وھی روح النبیذ خمر قطعا بل من اخبث الخمور فھی حرام ورجس نجس نجاسۃ غلیظۃ کالبول وما استروح بہ بعض الجھلۃ المتسمین بالعلم من کبراء اراکین الندوۃ المخذولۃ فمن اخبث القول نسأل اللہ العصمۃ فی کل حرکۃ وکلمۃ مسلمان اسے خوب سمجھ لیں اور ڈاکٹری علاج میں ان ناپاکیوں نجاستوں سے بچیں خصوصاً سخت آفت اس وقت ہے کہ ان علاجوں میں قضا آجائے اور مسلمان اس حالت میں مرے کہ معاذ اللہ اس کے پیٹ میں شراب ہو والعیاذ باللہ رب العالمین اسی طرح **بلیشنگ** اس شکر کا ہڈیوں سے صاف کیا جانا ایسا یقینی جس کے انکار کی گنجائش نہیں مگر **اولاً** غور واجب کہ اس تصفیہ میں ہڈیوں پر شکر کا صرف مرور وعبور ہوتا ہے بغیر اس کے کہ اُن کے کچھ اجزا شکر میں رہ جاتے ہوں جس طرح پانی کو کوئلوں اور ہڈیوں سے متقاطر کرکے صاف کرتے ہیں کہ برتن میں نتھرا پانی شفاف آجاتا ہے اور انگشت دراستخواں کا کوئی جز اُس میں شریک نہیں ہونے پاتا جب تو اس شکر کی حلت کو صرف اُن ہڈیوں کی طہارت درکار ہے اگرچہ حلال وماکول نہ ہوں کما لایخفی علٰی عاقل وذلک لانہ لم یختلط بالحرام فیتمحض فی الاکل والمرور علی طاھر ولو حرام لایورث منعاً اور دور صورت مرور ظاہر یہی ہے کہ منافذ کو تنگ کرتے اور بطور تقاطر رس کو عبور دیتے ہوں کہ ازالۂ کثافت کی ظاہراً یہی صورت ہڈیوں پر صرف بہاؤ میں نکل جانا غالباً باعث تصفیہ نہ ہوگا[1] تو اس تقدیر پر در صورت نجاست استخواں نجاست عصیر و حرمت شکر میں شک نہیں ورنہ بلاریب طیب وحلال۔ اور اگر اجزائے استخواں پیس کر رس میں ملائے اور وہ مخلوط وغیر ممیز ہوکر اُس میں رہ جاتے ہیں تو حلت شکر کو اُن ہڈیوں کی حلت بھی ضرور صرف طہارت کفایت نہ کرے گی اور اگر غیر ماکول یا مردار کے استخواں ہوئے تو اس تقدیر پر شکر کے ساتھ اُن کے اجزا بھی کھانے میں آئیں گے للاختلاط وعدم الامتیاز اور اُن کا کھانا گو طاہر ہوں حرام تو شکر بھی حرام ہو جائے گی فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار لو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لاشربہ لحرمۃ لحمہ اھ روسر کی جس شکر کا حال تحقیقاً معلوم کہ یہ بالخصوص کیونکر بنتی ہے اُس کے تفاصیل احکام ہماری اس تقریر سے ظاہر اور استخواں کی طہارت نجاست حلت حرمت کا حکم پہلے معلوم ہوچکا (دیکھو مقدمہ ا)

[1] یعنی اگر ہڈیاں ناپاک نہ ہوں یا رس اپنے بہاؤ میں اُن پر گزر جاتا ہو۔ ۱۲ منہ

لے فی الماء ۱۲

ثانیاً کیف ما کان ان خیالات پر مطلق شکر روسر کو نجس و حرام کہہ دینا صحیح نہیں بلکہ مقام اطلاق میں طہارت و حلت ہی پر فتوے دیا جائے گا۔ تاوقتیکہ کسی صورت کا خاص حال تحقیق نہ ہو کہ اس قدر سے تمام افراد کی نجاست و حرمت پر یقین نہیں صرف ظنون و خیالات ہیں جنہیں شرع اعتبار نہیں فرماتی (دیکھو مقدمہ ۲) مانا کہ بنانے والے بے احتیاط ہیں مانا کہ انہیں نجس و طاہر و حرام و حلال کی پرواہ نہیں۔ مانا کہ ہڈیوں میں وہ بھی پائی جاتی ہیں جن کے اختلاط سے شے حرام و نجس ہو جائے مگر نہ سب ہڈیاں ایسی ہی ہیں بلکہ حلال و طاہر بھی بکثرت نہ بنانے والوں کو خواہی نخواہی التزام کہ خاص ایسے ہی طریقہ سے صاف کریں جو موجب تحریم و تنجیس ہو نہ کچھ ناپاک یا حرام ہڈیوں میں کوئی خصوصیت کہ انہیں تصفیہ میں زیادہ دخل ہو جس کے سبب وہ لوگ انہیں کو اختیار کریں اور جب ایسا نہیں تو صرف **اس قدر** پر یقین حاصل ہوا کہ ہڈیوں سے صاف کرتے ہیں کیا ممکن نہیں کہ وہ ہڈیاں طاہر و حلال ہوں دیکھو اگر آدمی کو جنگل میں ایک چھوٹا سا گڑھا پانی سے بھرا ملے اور اس کے کنارے پر اقدام وحوش کا پتہ چلے اور پانی بھی جانور کے پینے سے کنارہ پر گرا دیکھے بلکہ فرض کیجئے کہ جانور بھی جاتا ہوا نظر پڑے مگر بوجہ بُعد یا ظلمت شب پہچان میں نہ آئے تو اس سے خواہی نخواہی یہ ٹھہرالینا کہ کوئی درندہ یا خاص خنزیر ہی تھا اور پانی کو ناپاک جان کر اس سے احتراز کرنا ہرگز حکم شرع نہیں بلکہ وسوسہ ہے مانا کہ جنگل میں سباع و خنزیر بھی ہیں مانا کہ وہ بھی انہیں پانیوں سے پیتے ہیں مانا کہ یہ جانور جو جاتے دیکھا، ممکن کہ سور ہو مگر کیا ممکن نہیں کہ کوئی ماکول اللحم جانور ہو۔ قال فی الحدیقۃ بعد نقل ما قدمنا عنها عن جامع الفتاوی اول المقدمۃ العاشرۃ من ان مجرد الظن لا یمنع التوضی الخ لکن نقل قبل ذلک قال (یعنی صاحب الجمع) ولو رأی اقدام الوحوش عند الماء القلیل لا یتوضأ به انتہی وینبغی تقیید ذلک بما اذا غلب علی ظنه انها اقدام الوحوش والا فیحتمل انها اقدام ماکول اللحم فلا یحکم بالنجاسۃ بالشک ویقید ایضا بانه رأی رشاش الماء حول ذلک الماء القلیل ونحو ذلک من القرائن الدالۃ علی ان الوحوش شربت منه والا فلا نجاسۃ بالشک اھ **قلت** وقد سبقه بهذا الحمل البحر فی البحر حیث قال وفی المبتغی بالغین المعجمۃ برؤیۃ اقدام الوحوش عند الماء القلیل لا یتوضأ به سبع مر بالرکیۃ وغلب علی ظنه شربه منها تنجس والا لا وینبغی ان یحمل الاول علی ما اذا غلب علی ظنه ان الوحوش شربت منه بدلیل الفرع الثانی والا فمجرد الشک لا یمنع الوضوء به بدلیل ما قدمنا[1] نقله عن الاصل الخ **ثالثاً** یقین ہوا کہ وہ بے پرواہ ہیں

[1] هو ما قدمناه عنه عن الخلاصۃ عن الاصل اول المقدمۃ العاشرۃ ۱۲ منه

پھر نفس شکر میں سوا ظنون کے کیا حاصل اس سے بدرجہا زیادہ ہیں وہ بے احتیاطیاں اور خیالات جو بعض مسائل سابقۃ الذکر میں متحقق (دیکھو مقدمہ ۶) بلکہ جہاں بوجہ غلبہ و کثرت و وفور و شدت ایسے احتیاطی غلبہ ظن غیر ملتحق بالیقین حاصل ہو وہاں بھی علماء تنجیس و تحریم کا حکم نہیں دیتے بلکہ صرف کراہت تنزیہی فرماتے ہیں (دیکھو مقدمہ ۷) پھر مانحن فیہ میں تو اس حالت کا وجود بھی محل نظر کون کہہ سکتا ہے کہ اکثر ناپاک و حرام ہڈیاں ہی ڈالتے ہوں گے اور طیب و طاہر شاذ و نادر **یا اتنا** یقین ہوا کہ وہ اپنی بے پرواہی کو وقوع میں لاتے اور ہر طرح کی ہڈیاں ڈالتے ہی ہیں پھر یہ تو نہیں کہ دائماً صرف وہی طریقہ برتتے ہیں جو نجس و حرام کر دے اور جب یوں بھی ہے اور یوں بھی تو ہر شکر میں احتمال محفوظی تو ہرگز حکم نجاست و حرمت نہیں دے سکتے (دیکھو مقدمہ ۸) بلکہ جب تک کسی جگہ کوئی وجہ وجیہہ ریب و شبہ نہ پائی جائے تحقیقات کی بھی حاجت نہیں بلکہ جہاں تحقیق پر کوئی فتنہ یا ایذائے اہل ایمان یا ترک ادب بزرگان یا پردہ دری مسلمان یا اور کوئی محذور سمجھے وہاں تو ہرگز ان خیالات و ظنون کی پابندی نہ کرے (دیکھو مقدمہ ۱۰) **ہاں** بے شک جو شخص اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ خاص مُردار یا حرام ہڈیاں لی گئیں اور اس کے سامنے شکر میں اس طور پر ملا دی گئیں کہ اب جدا نہیں ہو سکتیں یا بچشم خود معاینہ کرے کہ بالخصوص ناپاک استخواں لائے گئے اور اس کے روبرو رس میں بے حالت جسمیان شامل ہوئے اور وہی رس منعقد ہو کر شکر بنا تو بالخصوص یہی شکر جو اس کے پیش نظر یوں بنی اس پر حرام جس کا نہ کھانا جائز نہ کھلانا جائز، نہ لینا جائز نہ دینا جائز **یونہیں** جس خاص شکر کی نسبت خبر معتبر شرعی سے جس کا بیان مقدمہ ۵ میں گزرا ایسا ثابت ہو درجۂ ثبوت کو پہنچے اور معتمد بیان کرنے والا کہے میں پہچانتا ہوں یہ خاص وہی شکر ہے جس میں ایسا عمل کیا گیا تو اُس کا استعمال بھی روا نہ رہے گا بغیر ان صورتوں کے ہرگز ممانعت نہیں **اور اگر** اس نے خود دیکھا یا معتبر سُنا مگر جب بازار میں شکر بکنے آئی مخلوط ہو گئی اور کچھ تمیز نہ رہی تو پھر حکم جواز ہے اور خریداری و استعمال میں مضائقہ نہیں جب تک کسی خاص شکر پر پھر دلیل شرعی قائم نہ ہو (دیکھو مقدمہ ۹) یہ ہے حکم شرع اور حکم نہیں مگر شرع کے لئے صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہ و بارک وسلم۔ آمین۔

خاتمہ رزقنا اللہ حسنہا آمین

بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اس شکر کے بارہ میں ہر صورت پر وہ واضح و بیّن کلام کیا کہ کسی پہلو پر حکم شرعی مخفی نہ رہا اب اہل اسلام نظر کریں اگر یہاں اُن صورتوں میں سے کوئی شکل موجود جن پر ہم نے حکم حرمت دیا تو وہی حکم ہے

ورنہ مجرد ظنون واوہام کی پابندی محض تشدد وناواقفی ہے بے تحقیق کسی شے کو حرام و ممنوع کہہ دینے میں کچھ احتیاط نہیں بلکہ احتیاط اباحت ہی ماننے میں ہے جب تک دلیل خلاف واضح نہ ہو (دیکھو مقدمہ ۳) ہم یقین کرتے ہیں کہ ان خیالات وتصورات کا دروازہ کھولا جائے گا تو ہندیوں پر دائرہ نہایت تنگ ہو جائے گا۔ ایک روسرلی شکر کیا ہزار ہا چیزیں چھوڑنی پڑیں گی گھوسیوں کا گھی تیلیوں کا تیل حلوائیوں کا دودھ ہر قسم کی مٹھائی کافسر عطاروں کا عرق شربت کیا بلا ہے اور اُن کی طہارت پر بے تمسک باصل کونسا بینہ قاطعہ ملا ہے اس دائرہ توسیع میں امت پر تضییق اور ہزاروں مسلمانوں کی تاثیم وتفسیق جسے شرع مطہر کہ کمال یسر وسماحت ہے ہرگز گوارا نہیں فرماتی صلے اللہ تعالٰی علٰی صاحبہٖ وبارک وسلم فی الحاشیۃ الشامیۃ فیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ اھ وفیہا ھو ارفق باھل ھذا الزمان لئلا یقعوا فی الفسق والعصیان اھ وقد قالت العلماء من کل مذھب کلما ضاق امر اتسع ومن القواعد المسلمۃ المشقۃ تجلب التیسیر علماء تصریح فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اتقائے شبہات کا نہیں غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچے فی فتاوی الامام قاضی خان قالوا لیس زماننا زمان اجتناب الشبھات وانما علی المسلم ان یتقی الحرام المعاین اھ وفی تجنیس الامام برھان الدین عن ابی بکر بن ابراھیم لیس ھذا زمان الشبھات ان الحرام اغنانا یعنی ان اجتنبت الحرام کفاک اھ ملخصا وعنہما فی الاشباہ نحو ذلک وفی الطریقۃ وشرحہا بعد النقل عن الامامین المعاصرین رحمہما اللہ تعالٰی زمانہما ای زمان قاضی خان وصاحب الھدایۃ رحمہما اللہ تعالٰی قبل ستمائۃ سنۃ من الھجرۃ النبویۃ وقد بلغ التاریخ الیوم ای فی زمان المصنف لھذا الکتاب رحمہ اللہ تعالٰی تسع مائۃ وثمانین سنۃ من الھجرۃ وبلغ التاریخ الیوم الی الاٰن ثلث وتسعین سنۃ من الھجرۃ ولاخفاء ان الفساد والتغیر یزید ان بزیادۃ الزمان لبعدہ عن عھد النبوۃ اھ ملخصا وفی العٰلمگیریۃ عن جواھر الفتاوی عن بعض مشائخہ علیک بترک الحرام المحض فی ھذا الزمان فانک لاتجد شیئا لاشبھۃ فیہ اھ سبحان اللہ جبکہ چھٹی صدی بلکہ اُس سے پہلے سے ائمہ دین یوں ارشاد فرماتے آئے تو ہم پس ماندوں کو اس چودھویں صدی میں کیا امید ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون ایسی ہی وجوہ ہیں کہ حدیث میں آیا انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امر بہ ھلک ثم یاتی زمان من عمل منھم بعشر ما امر بہ نجا اخرجہ الترمذی وغیرہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہاں جو شخص بحکم قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف وقد قیل اخرجہ نعم عن

عن عقبۃ بن الحارث النوفلی ؎ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینہ
وعرضہ اخرجہ الستۃ عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بچنا چاہیے اور اُن امور کہ ھم
مقدمۂ دہم میں ذکر کر آئے لحاظ رکھے بہتر و افضل اور نہایت محمود عمل مگر اس کے ورع کا حکم صرف اُسی
کے نفس پر ہے نہ کہ اُس کے سبب اصل شے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اُسے استعمال کرتے ہوں اُن پر
طعن و اعتراض کرے انہیں اپنی نظر میں حقیر سمجھے اس سے تو اُس ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر افترا
اور مسلمانوں کی تشنیع و تحقیر سے تو محفوظ رہتا۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ لاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب
ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۝
و قال جل مجدہ ولا تلمزوا انفسکم ای لایغتب بعضکم بعضا واللمز ھو الطعن باللسان ؎ لابی
داؤد وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی
المسلم حرام مالہ وعرضہ ودمہ حسب امرئ من الشر ان یحتقر اخاہ المسلم عجب اس سے کہ ورع کا
قصد کرے اور محرمات قطعیہ میں پڑے یہ صرف تشدد و تعمق کا نتیجہ ہے اور واقعی دین و سنت صراط مستقیم
ہیں۔ ان میں جس طرح تفریط سے آدمی مداہن ہو جاتا ہے یونہی افراط سے اس قسم کے آفات میں مبتلا پاتا ہے
لم یجعل لہ عوجا دونوں مذموم۔ بھلا عوام بیچاروں کی کیا شکایت آجکل بہت جہال منتسب بنام علم و کمال
بھی روش چلتے ہیں کہ مکروہات بلکہ مباحات بلکہ مستحبات جنہیں بزعم خود ممنوع سمجھ لیں اُن سے تحذیر و تشہیر کو کیا
کچھ نہیں لکھ دیتے حتی کہ نوبت تا بہ اطلاق شرک و کفر پہنچانے میں باک نہیں رکھتے۔ پھر یہ نہیں کہ شاید ایک
آدھ جگہ قلم سے نکل جائے تو دس جگہ اُس کا تدارک عمل میں آئے۔ نہیں نہیں بلکہ اُسے طرح طرح سے جمائیں
اُلٹی سیدھی دلیلیں لائیں۔ پھر جب مواخذہ کیجئے تو ہوا خواہ بفحوائے عذر گناہ بدتر از گناہ تاویل کریں کہ بنظر
تخویف و ترہیب تشدد مقصود ہے۔ سبحان اللہ! اچھا تشدد ہے کہ اُن سے زیادہ بدتر گناہوں کا خود ارتکاب
کر بیٹھے کیا نہیں جانتے کہ مسلمان کو کافر و مشرک بنانا بلکہ براہِ اصرار اُسے عقیدہ ٹھہرانا کتنا شدید و عظیم آزار
دین حنیف سہل لطیف سمح نظیف میں یہ سخت گیری کیسی بدعت شنیع و ذمیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العزیز الحکیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو اور خوشخبری دو اور نفرت
نہ دلاؤ۔ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا یسروا ولا تعسروا وبشروا
ولا تنفروا ؎ ولمسلم وابی داؤد عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم اذا بعث احدًا من اصحابہ فی بعض امرہ قال بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو نہ دشواری میں ڈالنے والے احمد والستۃ ما خلا مسلما عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلاک ہوئے غلو و تشدد والے احمد و مسلم و ابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھلک المتنطعون اور وارد ہوا فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نرم شریعت ہر باطل سے کنارہ کرنیوالی لے کر بھیجا گیا ہوں جو میرے طریقے کا خلاف کرے میرے گروہ سے نہیں الخطیب فی التاریخ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ ومن خالف سنتی فلیس منی الی غیر ذلک من احادیث یطول ذکرھا وفی التی ذکرنا کافیۃ وافیۃ نسأل اللہ سبحانہ العفو والعافیۃ آمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے آج تک اس شکر کی صورت دیکھی نہ کبھی اپنے یہاں منگائی نہ آگے منگائے جانے کا قصد مگر با ایں ہمہ ہرگز ممانعت نہیں مانتا۔ نہ جو مسلمان استعمال کریں انہیں آثم خواہ بیباک جانتا ہے نہ تورع و احتیاط کا نام بدنام کرکے عوام مومنین پر طعن کرے نہ اپنے نفس ذلیل مہین رذیل کے لئے ان پر ترفع و تعلی روا رکھے وباللہ التوفیق والعیاذ من المداھنۃ والتضییق وھو سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم و اعلم ان لنا فی الکلام علی ھذا المرام بتوفیق المولی سبحانہ وتعالیٰ مباحث اخری ادق واعلی لکنھا دقیقۃ المنزع عمیقۃ المشرع عویصۃ المنال طویلۃ الاذیال وقد قضینا الوطر عن ابانۃ الصواب وتحقیق الجواب فلنکفینا امرھا فطوینا ذکرھا فھاک جوابا قل ودل بفضل الملک عزوجل فان لم یصبھا وابل فطل ومعلوم ان ما قل وکفی خیر مما کثر والھی قالہ المصطفی علیہ افضل الثناء رواہ ابویعلی والضیاء المقدسی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن کل ولی آمین۔

تنبیہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ان مقدمات عشرہ میں جو مسائل و دلائل تقریر کئے جو انہیں اچھی طرح سمجھ لیا ہے اس قسم کے تمام جزئیات مثلاً بسکٹ نان پاؤ رنگت کی پڑیوں یورپ کے آئے ہوئے دودھ مکھن صابون مٹھائیوں وغیرہا کا حکم خود جان سکتا ہے۔ غرض ہر جگہ کیفیت خبر و حالت مخبر و حاصل واقعہ و طریقہ مداخلت حرام ونجس و تفرقہ ظن و یقین و مدارج ظنون و ملاحظہ ضابطہ کلیہ و مسالک ورع و مدارات خلق

وغیرہا امور مذکورہ کی تنقیح و مراعات کرلیں پھر ان شاء اللہ تعالٰی کوئی جزئیہ ایسا نہ نکلے گا جس کا حکم تقاریر سابقہ سے واضح نہ ہوجائے۔ واللہ سبحانہ الموفق والمعین وبہ نستعین فی کل حین۔ وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین وخاتم النبیین۔ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ وعلینا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اٰمین اٰمین الٰہ الحق اٰمین۔ استراح القلم من تحریرہ فی ثلٰثۃ ایام من اواخر ذی القعدۃ المحرم آخرھا یوم السبت السادس والعشرون من ذالک الشھر المکرم۔ سنۃ ثلث بعد الالف وثلٰثمائۃ من ھجرۃ حضرۃ سید العالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ مع اشتغال البال برد اھل الضلال وشیون اُخر۔ والحمد للہ العلی الاکبر۔ ما لذ الملح وحت السکر۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۱۸۳) از نینی تال متصل سوکھاتال مرسلہ حافظ محمد ابراہیم خان صاحب محرر بینبنی ڈاکٹر کرنیل میجر ریاست گوالیار ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

حضرت مخدومی دامت برکاتہم بعد آداب خادمانہ التماس خدمت اطہر کہ مسئلہ مندرجہ ذیل سے جلد غلام کو سرفراز فرمائیں۔ عیسائی کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی شیرینی قابل استعمال ہے یا نہیں مثلاً زید عیسائی ہے اور بکر مسلمان ہے زید نے بازار سے مٹھائی لی اور بکر کو قبل اپنے کھانے کے احتیاط کے ساتھ دے دی تو بکر استعمال کرسکتا ہے یا نہیں۔ بکر مسلمان اپنے یہاں سے کتھا چونہ زید کو دے دیتا ہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو بکر اپنے یہاں سے پانی وغیرہ اس کتھے چونے میں ڈال دیتا ہے اور اپنے ہی یہاں کے پانی سے بکر پان وغیرہ بھگو دیتا ہے بلکہ زید خود احتیاط رکھتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو پانی بکر کے یہاں سے اس میں استعمال کے واسطے منگوا لیتا ہے اس حالت میں پان زید کے ہاتھ کا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: نصارٰی کے مذہب میں خنزیر کے سوا شراب، پیشاب، پاخانہ غرض کوئی اصلاً ناپاک نہیں۔ وہ ان چیزوں سے بچنے پر ہنستے اور اپنی ساختہ تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں تو ان کا ظاہر حال نجاسات سے متلوث ہے امام ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں۔ یتعین علی من لہ امران یقیم من الاسواق من یشتغل بھذا السبب ریرید بیع الاشربۃ الدوائیۃ کشراب العناب وشراب البنفسج وغیر ذلک من اھل الکتاب لان النصارٰی عندھم ابوالھم طاھرۃ ولا یتدینون بترک نجاسۃ الادمی الحیض فقط فالشراب الماخوذ من النصارٰی الغالب علیہ انہ متنجس استفسارات رد نصارٰی کے نمبر ۲۰ میں استفسا